

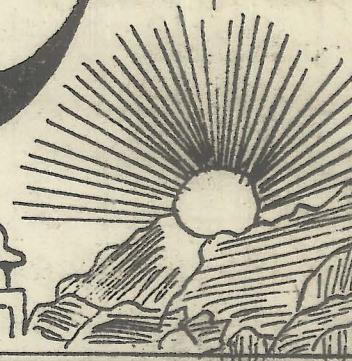
ہر نگہنی میں کیم تاج کو شائش

سالانہ چندہ دو روپے
جلوہ کو جز الامساک پھیر وادارہ عالیہ محمدیہ کا ترجیح
طلبیتے اینوں پر عینہ

ہوتا ہے۔

شہرِ الام

پڑھنا اُنی قسمی
مُکمل



جلد ۱۲ پنجاب بایت بیج الاول شد مطابق اپریل ۱۹۶۴ء نمبر ۳

”فوجِ محمدی“ کے ایک سپاہی سے خطاب

انتیجہ قلمرو فیض حکیم تاج العین احمد صاحب تاج صدر ادارہ عالیہ محمدیہ دہی لاهور

دل کے ہر ذرے کو اک نیت ہیاں کر دے
دل اندر دہ کو برق شر را فشاں کر دے
اس کی قدرت کے قلے کو عرف الٰ م کر دے
رُفت عرش کو نگشت بدندان کر دے
دل کے ہر گوشے کو اک حشر کا پیداں کر دے
اپنی ہستی کوزانے سے نسا یاں کر دے
دل کی ہر زخم میں اک شمع فروزان کر دے
اپنی ہر چیز بھیں خجھے بُرداں کر دے
ہر نگاہو غلط انداز کو پیکاں کر دے
اپنے بردم کو دم ٹیشے دو رواں کر دے
جن سے جیعت اعماق کو پریشان کر دے
چشم جمشید دسکندر کو بھی بیڑاں کر دے

پھر فیضا پاش وہی حبلہ عرفان کر دے
تیر سے انداز نظر سے ہو قیامت برپا
ہر سماں کارپ ہو بارش ادا ی کرم
تیری آگ جست ہو بولانگی صدر ارض دسما
تیر سے ہر نظر سے سے دیا کا تکا طم اٹھے
تجھیں احسان ہے خود داری وغیرت کا اگر
نور عراق کی تجلی سے ہو ظلمت کافر
تجھے سے دہن کوئی ہوتا ہے اگر چیز بھیں
چشم بہیں کی نگاہوں کے مقابل تو بھی
تیری مخواہ کر سے ہو بسدار فضائے عالم
اس قدر تیری جامعت بیق ہو جیعت قلب
اس قدر آئینہ دل ہو مجھے اے تاج :

شَدَّادَاتُ

(از مرتب)

حمدہ قات دخیرات کی ترغیب و تحریم سے جہاں یہ ثابت ہوتا ہے کہ الماروں کے مالی اور دولتندولی کی دولت میں غریب اور سماں کی حصہ ہے، دہان یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ تقسیم دولت کے باب میں اسلام نے غریبوں اور امیروں کے مابین طبقاتی جنگ ہ پا نہیں کی، بلکہ دونوں چناعتوں کو قائم رکھتے ہوئے ان میں باہمی تعاون و تسلیم کی وجہ پر ایک ہے۔ اس کے خلاف اشتراکیت کی بنیاد ہی طبقاتی جنگ پر قائم کی گئی ہے۔

اسلام کے قانون دراثت پر ایک نظر ڈالئے۔ تو اس سے بھی آپری بھی معلوم ہو گا کہ اسلام اور اشتراکیت کی راہ میں مختلف ہیں۔ اشتراکی نظام دراثت اور طبقات کا مخالف ہے۔ اس نظام میں ملک کی تمام دولت اور اس کے وسائل پر براہ راست حکومت کا اقتدار و تبعید ہے لیکن اس کے خلاف اسلام

..... شخصی ملکیت کا حق تسلیم کرتے ہوئے ملک کے مرثے کے بعد بھی اس کی متروکہ دولت اور جائیداد کو ذوی الغرہ عن، عصیتا،

اور ذوی الارحام، یعنی تین قسم کے رشتہ: اروں میں بالترتیب اور علی حب المراتب تقسیم کرئے گا حکم دیتا ہے اور اگر میت کا کوئی تربی یا دوسرے کارثت طاری فرضہ موجود ہو تو اس عورت میں متروکہ جائیداد کو اسلامی حکومت نے بھیت، الحال میں داخل کر لئے کامی حکم فرماتا ہے۔ کویا دلوں کی تقسیم کا اختیار حکومت کے ہاتھ میں نہیں۔ بلکہ فالوں مشریعیت کے ماخت ہے اور تائفوں صفات حکومت نہیں بلکہ

اسلام، اشتراکیت اور چوبہری مختصر لیڈر چوبہری افضل حق صاحب کے

ڈاونفون اہ فروری کے اجبار "زمزم" میں شرح مجتہد چوبہری مصلحان اور پاکستان کے زیر عنوان ۱۹ فروری ۱۹۷۳ء کے پرچہ میں درج ہوا چوبہری صاحب نے ان دونوں مخصوص انداز میں اظہار خیال فرایا ہے۔ پاکستان کا منہج چونکہ سیاسی ہے اور ہمارے دائرہ بیٹھ سے خارج۔ اس لئے ہم اس کے متعلق تفصیل داشتام گھنکہ کہنا نہیں پہنچتے۔ البته اس سلسلے میں چوبہری صاحب کے قلم سے والستہ نادامتہ خند فقرے ایسے بھل گئے ہیں جن سے رقصی اشتراکیت کی حیات و مواقف مترشح ہوئے۔ اور چونکہ نظریہ اشتراکیت اسلام کے خلاف ہے اس لئے ہم اس باب میں چوبہری صاحب کے نیالات سے اختلاف کا اظہار کرنے پر مجبور ہیں۔

ہمیں شہنشہ کا اسلام ہما جھنی اور ساموکارا اور مغربی طرز کی سرمایہ داری کا قطعی متحمل ہیں ہے۔ اجنبی، اکنہاڑ، سود، قمار بازی، سہ، بینیک، بیمه، وغیرہ سرما داری کی وہ ظالمانہ صورتیں ہیں جن کی پردولت سرمایہ دار غریبوں کا خون پوپس رہے ہیں۔ ما دریہ ظاہر ہے کہ اسلام ان تمام صورتوں سے سختی کے ساتھ روکتا ہے۔ دوسری طرف ذکرہ اصدقہ فطر، عُش اور خراج کا وجہ اور نفلی

تھیں کہ نہ چاہتے ہیں (لئنی) یہ چاہنا کہ ہماری رائے کے موافق ملکی گویا
خود تقسیم کندہ ہونے کی ہوں کرنا ہے کہ یہ تقسیم، ہمارے سپرد ہو۔ سب
یہ ہاس نہی نادانی ہے کیونکہ دنیوی زندگی میں حق اعلیٰ روزی ہم
دیکھی، نے تقسیم کر رکھی ہے اور (اس تقسیم میں) ہم نے ایک کوہ و سر
پر رفتہ دے دی ہے تاکہ (انس سے) یہ صلح حاصل ہوئے ایک
وہ مرے سے کام لیتا رہے اور عالم کا انظام قائم رہے اور دنیا
اور بیرونی بات ہے کہ آپ کے رب کی رحمت دنیوت (پرچاہ اس دنیوی
مال و مصالح اور اس کے تواریخ ریاست و جاہ) سے بہتر ہے جس کو یہ
لوگ سمجھتے چھرتے ہیں" (پس جب دنیوی حیثیت کی چوادی درج
کی چڑھے تقسیم ان کی رائے پر نہیں رکھی بلکہ رعایت مصلح سلطنت
کو دے بھی عظم نہیں ہیں خود میں اپنی حکمت و مشیت پر رکھی ہے تو
نبیوت جو خود بھی اعلیٰ درجہ کی چڑھے اور اس کے مصالح بھی انظم دھرم
کے ہیں وہ کیونکر ان کی رائے پر تقسیم کی جاتی" (تفسیر بیان الفرقان)
فرقان پاک نے ان آیات میں جس حقیقت کو بیان فرمایا ہے وہ آج
بھی جیکہ اشتراکیت و مساوات کے بلند پاک دعوے کئے جا رہے
ہیں حقیقت ہی ہے۔ اس حقیقت کو وہ کا اشتراکی بھی بدلن سکا۔
وہاں کے اشتراکیوں نے شروع میں دخونی یہ کیا تھا کہ اپ کو محبت
یکساں دیجا یعنی اور کوئی شخص الفرادی طور پر دولت جمع نہ کر سکے گا۔
لیکن وہ بھی اس تھیں کو عملی جامد نہیں سکے۔

”اب وہاں تنخواہیں کام کی نویجت اور کارکن کی لیاقت
کے مطابق دیجاتی ہیں۔ ۸۰۰ روپیلے سے لیکر ۱۱۰۰ روپیلے
۸۱۰۰، ۲۴۰۰ روپیلے اور ۶۵۰۰ روپیلے تک تنخواہیں پائیں
والے کارکن موجود ہیں بعض ابھی قلم مولا کہ روپیلے سلاسل
تک رالیٹی اپنی کتابوں پر عکس کرتے ہیں۔ اسی عکاظ
سے ان کے مکان، لباس، خرچ، اسواری وغیرہ میں
بھی فرق ہے۔ رفتار نت وہ سبھا شی طبقات اور سفر
پسیدا ہو رہے ہیں جن کو سنا نے کئے رہیں میں شہزادی
العقلاب آیا تھا جنی کریمہ نگہ مینکوں میں روپیہ تک جمع
ہوتا ہے اور اس پر تین سے یک روپیہ فیصلہ تک

خدائے علمیں وغیرہ ہے۔ المیتہ اس قانون کو نافذ کرنا اور اس پر عمل کرنا حکومت کا کام ہے۔ مسلمان اور هشتہ ایکسٹ میں تعاون و تجنیب کی یہ دہ کھلی ہوئی اور واضح ترین مثال ہے کہ جس پر مزید تفاصیل فرمائی کی مباحثت معلوم نہیں ہوتی۔

ابتدائے آفرینش سے اس وقت تک عالم کا نظام جس نبی
پر پل رہا ہے۔ اس میں ہر چیز کے اندر اختلافِ مراتب، تفاوت،
حوال، اور مالیے کا تجھنگی کا رفرازے۔ زیادہ شایدیں ہیں کہ
کی ضرورت نہیں۔ انسان ہی کو دیکھنے کا کوئی خاص ہے کوئی تمدود،
کوئی رامی ہے کوئی ریا یا، ایک شخص متعفٰ نالیاں صاف کر کے پہنچ
پال رہا ہے اور دوسرا شیش محل میں تخت پر بیٹھ کر احکام نافذ کر رہا ہے۔
ایک شخص قلی ہے دوسرا کسی حکومت کا ڈکنیڑا۔ ان امتیازات کو
اشتر اکیت و سادات کے ہمراستے سے ہرے د گویدار بھی آٹھنک نہ
ٹھھاسکے۔ یعنی اور اسلام نے بھی آخیر زد و درد پر یقینوت ہی کی۔
وہ نرمذہ دروں کو ڈکنیڑا ہنا سکے نہ خود فرد درا، قلی اور بھیگی بن سکے۔
علوم خاکہ دنیا کا نظام اسی اختلافِ مراتب پر چل، ہے اور اس
اختلاف کو مٹانے کی روشنی کرنا عالم کے نظام کو دریم و حم کرنے
کا مراد ہے۔

شیک اسی طرح سیاست اور روزی میں بھی اللہ تعالیٰ نے مکمل
مراتب دلیلت فرمائے ہیں۔ کسی کو امارت بخشی اور کسی کو غربت۔
امیروں اور غریبوں دونوں گروہوں کو ہمیشہ قائم رکھا۔ دونوں کے
نئے فرائض اور حدود عمل منفرد فرمائے اور اس اختلاف مذکور
نظام عالم کو قائم فرمایا۔ حنا خوارشاد ہوتا ہے:-

أَهْمَّ تِقْسِيمُونَ سَرِحَةَ سَرِيْكَ تَعْنَى قَسْمَنَا بِنَهْمَد
مَعِيشَتَهُمْ رِفِي الْجِنِّوَةِ الدِّيَنِ وَسَرِقَاتَهُمْ فَوْقَ بَعْضِنَ
قَرِبَاجِتَ لَتِيَّعْنَدَ بَعْضُهُمْ بَعْضَنَا مُخْرِيَّاً وَسَرِحَةَ سَرِيْكَ خَيْرَاً
عَلَيْهِمْ مُعَوْنَ ٥ (بِاء٥ سُورَةٌ زَخْرَفٌ)

(لہجتی ہے) کیا یہ لوگ آپ کے رب کی رحمت (ربنوت) کو (خود)

قائم رہا کسی امیر کو غریب کا خون چو سنے کی تہت نہیں ہوئی اور اگر کسی نے اسی جملت کی بھی تو غریب کی پوچی دادرسی کی گئی اور امیر کے فلم و تقدی کا مکمل سند باب کیا گیا۔

ہم اور پر قرآن پاک کی آیت سے ثابت کر چکے ہیں کہ حیثیت و روزق کی کمی بیشی اور تقسیم پر اہم راست خالق کائنات کے تصرف اور اس کی مشیت اور اس کی گوناگون حکومتوں کے تحت ہے اور دنیا کا نظام اسی اختلاف درجات پر قائم ہے۔ اس اختلاف کو دنیا انسان کے بیس کاروگ نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اور غریب ہم کے وجود کو ہمیشہ قائم رکھا۔ ان میں سے کسی گروہ کے وجود کو ملت کی قرآن پاک نے کہیں تعلیم نہیں دی۔ بلکہ اس کے خلاف ایک شیں بیسیوں آیات میں مدد اور شکانوں کو فراہم اور مسائلیں پر اتفاقی بال کا حکم دیا اور ان کی اعانت و امداد کا بار بار حکم فرمایا۔ اس سے روز روشن کی طرح ثابت ہوتا ہے کہ جہاں فقراء و مسائلیں کا گروہ دنیا میں پایا جائے گا۔ وہاں ارباب دولت و ثروت کی جماعت بھی قائم رہیگی۔ درست اگر امراء کو ملت ای حصہ وہ ہوا، تو یوں دنیوں اور غریبوں کی دُدگر دہلوں میں تقسیم اور ان کے جدا گانہ و ظالماً و فرعن بنیان کرنے کے کیفیتی تھے؟ پس قرآن پاک کے ان حقائق کی روشنی میں چودھری صاحب کو اپنے ان مفرد صفات پر نظر ثانی کرنی چاہئے کہ

(۱) ”جو جماعت بھی امیر کے وجود کو قائم رکھتی ہے وہ غریب کو قلام بنانے کی ملی ہے“

(۲) ”انسانوں میں درجے دینی میں اہم و غریب کے لحاظ سے مرتب) نہ ہوں صرف انسانیت ایک درجہ ہو“

خود حضور رحمۃ اللہ علیمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وآلہ واصحابہ وسلم کا عمل ہمارے سامنے ہے۔ آپ نے بھی امیروں کے وجود کو حتم نہیں کیا۔ حضرات ہمہ جرین رضوان اللہ علیمهم جب گھبیں جب کھوار نامہجا رکے مطالم سے تنگ آکر اشہدہ ہوں (صلی اللہ علیہ وسلم) کے احکام کی تعمیل میں اپنی اٹلاک اور جاذداوں پر سلات مار کر دستہ طیبہ میں آپ سے، تو وہ دہاں غریب کی حالت میں تھے جنور

”حجب موقع سود بھی ملتا ہے“ (رسالہ ترجمان القرآن)

لہور جلد ۱۹ نمبرہ عصت (۲۳)

اسلام کے حکم طریق کا اور اشتراکیت کے بلند بالاگ دعاوی کا مختصر تناک معلوم کرنے کے بعد فیل میں تزمیں چودھنی فضل حق صاحب کے ان فقروں کو ملا جزو فرمائیے جن کا شروع میں ہم ذکر کر چکے ہیں:-

(۱) ”جب تک امیر ملک میں رہیگا، غریب کا خون ہزو مجھ سا بائیجا جو جماعت بھی امیر کے وجود کو قائم رکھتی ہے، وہ غریب کو غلام بنانے کی مدعی ہے؟“ (زفرم ۱۹ اور فرمی صول کام ۲۴)

(۲) ”حضرت عمر بن زین عزیز نے امراء کا خانم کر دیا تھا۔ ذاتی جاذداوں کا جائزہ لیکر نژادت سے زیادہ ۱۱ لاک کو حقیقی سرکار کا خوبی کرتا تھا“ (کامل عت)

(۳) ”آپ پاکستان کے حقیقی سر سکندر کی بات کو سنبھیں اور زہر کا روڈ تحریک کو چھوڑ کر جلبی حرار کے ساتھ مل جائیں کیونکہ دہ صادر سے ہندوستان کو پاکستان بنانا چاہتی ہے جس سب سب غریب آسودہ ہوں۔ ہر شخص اپنی طبیعت کے مطابق ترقی کر سکے۔ انسانوں میں دسیے نہ ہوں صرف انسانیت

ایک درجہ ہو“ (کامل عت)

(۴) ”ایخ عالم میں بنی کوتزم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے پاک دل ساتھیوں کی پہلی مثالی ہے۔ کہ انہوں نے عوام کی قربانیوں کو عوام کی تعمیر میں صرف کیا۔ درجہ اٹھا اُسی نے کو ایک کا تصریحت گردایا تو اس پر اپنی سزا من کی بنیاد پھی۔ ان ایک روس میں ایک دوسری یا ہے جب شہریاری کا تخت اٹک کر عوام کی حکومت قائم کی گئی ہے“ (زفرم ۲۰ اور فرمی صول کام ۲۵)

چودھری صاحب کا یہ فرمائنا کہ ”جب تک امیر ملک میں رہیگا غریب کا خون ہزو مجھ سا جائے گا“ املاج طلب ہے۔ کہناں یوں چاہئے تھا کہ جب تک غیر اسلامی نظام ملک میں قائم رہیگا، غریب کا خون ہزو مجھ سا جائے گا۔ کیونکہ جب تک دنیا میں اسلامی نظام

اقدار مرفه یعنی نہیں کی آپ نے سابقہ جواہر و کوئی بحال کیا بلکہ سلسلہ نوں کوئی انکی اسلامی خدمات کے صدر میں "جواہر عطا کی جاتی تھی..... لیکن یہ جواہر کسی حال میں خراچ یا گذر سے مستثنی نہیں ہوتی تھی باتی تباہی میں قبضہ داروں کو دیدی گئی "الغارودق" جلدہ زیر عنوان "صیغہ محال" بچو دھری صاحب تھے رہی شتر ای نظام کی بحی میں بخوبی فرمایا ہے کہ "اہن اپر دوس میں دینی کیمی صلی اللہ علیہ وسلم او حجاہ پر کوئی دینی اللہ عنہم بعد ایک دور آیا ہے جبکہ ہر یاری کی تختہ اکٹ کر عوام کی حکومت قائم گئی ہے تو ہم اپر ہر جو اس کے اور کیا کہیں کچو دھری صاحب تھے وہ کس موجودہ تحریک اور جا باندھ نظام کا نبوت اور خلافت راشد کے عادلانہ نظام سے رشتہ ثابت کر کے شد غلطی کا ارتکاب کیا ہے اول لذکر نظام کو شانی لذکر نظام سے وہ سبب بھی تو نہیں ہے جو ذرے کو تھا یا ملت کے ساتھ ہو سکتی ہے اسلامی نظام دو اور دشمن اپنے اور پرائے غربیت ایزیر کے لئے سراپا راحت ہے لیکن شتر ای نظام مذدور کے نام سے پر تین سربیا یا دار کا نظام ہے اور دو روکوچکے اور سو غلام بنائے کا نظام ہے ہم اس سلسلے میں چو دھری حصتا کے غوفل کر کیتے وولانا ابوالعلی مودودی کی ایک تحریر کا ایک تقیہ اسیلیں ہر یاری کے اپنے مفر صدا کو تھیم کرنے میں "دوں یاری فی فیکری ایسیں ہے جس پر عیشیت فتحی ہے و مکاہم اور ہر چیز کا خافل کرنے بھی فوجی سپاہی سکیں چڑھی ہر خلیل نے ٹھہرے پھرستے ہیں اس پھر و داری کیلئے ساپورا" دکرانے تباہ کرنے کی سازشوں کا بہانہ تباہیا گیلیتھے صالا نکر دہمیں اسکا عقصہ دوسرے کو خوفزدہ رکھتا ہے تباہ و حکومت ماں کو وہ ضبط و نظام کے خلاف ہر قریل کرنا تو دکنار وہ بکھر کر سکیں درہل تجوہ سے یہ شابت ہے کہ شتر ای حکومت ایکیسے سربیا یا دار کا نہ ہے جو تمام چھوٹے چھوٹے سرماں درجن اور کارگانہ داروں کو کھا کر ایک بڑا سربیا دار کارگانہ دار تباہی ہے حکومت بھی اسکے ہتھیں ہوتی ہے تمام دسائیں عیشیت بھی اسے قبضے میں ہوتے ہیں اور تمام نکل کی دوسرے کی سبب جو شرط مبتدا ہوتا ہے غلام سربیا یا داری میں کم از کم اسکی توقع ہے کہ لکھ سربیا اور فروکیتی کو چھوڑ کر تو دوسری دوسرے کے ستانہ پر پلا جائے یا حکومت فرمادے کرے لیکن جہاں شتر ایکیت کی دوستہ ظلم پڑتے وہاں یہ سبب اسے بندھیں وہی ایک بھی خانہ دار ہے وہی حاکم ہے اور دوسرے کے سارے دوسرے کو بھی وہی قابض ہے شیطان کے تکشیں میں شاید یہ آخری تحریر عنوان "صیغہ محال"

صلی اللہ علیہ وسلم نے ان غریبوں اور مدینے کے ارباب دولت سماں کو ایک نصیحت دیں افسار صنی اللہ عنہم کے مابین عہدیت اعفافہ (بیجانی چارہ) قائم فرمایا امراء کی دولت ان سے چھپن کر غرباً پتھریں نہیں فرمائی بلکہ دونوں گروہوں میں باہمی تعاون و شہر قائم کر کے نظام تعمیقت کا ایک سہرا اصول پیش فرمایا۔ یہی نہیں ہموں حضور علیہ السلام و اسلام کی پوری حیات طبیبہ میں ہیں کار فرا نظر آتا ہے اگر اس کے خلاف کوئی واقعہ موجود ہو تو اس سے پیش کرنا چاہیے و دو دنہ حرج طائفہ تھا۔

چو دھری صاحب کا یہ ارشاد کہ :-

"حضرت عمر نے امراء کا خانہ نکر دیا تھا۔ ذلق جا مادوں کا جائزہ نیک ضرورت سے زیادہ اٹلاں کو سمجھ سرکار خبڑ کر دیا تھا" صحیح نہیں واقعہ صرف اس قدر ہے کہ :-

"جس وقت کوئی عامل تمہرہ تھا اس کے پاس جس قدر مال دا اسیاں بہت تھا اس کی منقصہ فہرست تباہ کر اکر حفظ و رکھی جاتی تھی اور عاملی کی معمولی حالت میں غیر معمولی ترقی ہوتی تھی تو اس سے موافقہ کیا جاتا تھا۔ ایک دفعہ اکثر عمال اس بلاں میتلہ ہوئے خالدین صعن نے اشارہ کے ذریعے سے حضرت عمرہ کو اس کی اطلاع دی حضرت عمر نے سب کی موجودات کا جائزہ لیکر اور حاصل بنا لیا اور بیت المال میں داخل کر دیا "الغارون" جلدہ تحت عنوان "ملک کی تقییم"

تپس چو دھری صاحب ہی بتائیں کہ صرف عمال کے ساتھ اس سلوک سے امراء کے خانہ اور ان کے اٹلاں کی جنبشی پر استھانی کرنا کس طرح صحیح ہو سکتا ہے ؟

اب ہم چو دھری صاحب کو بتانا چاہتے ہیں سیدنا فاروق ام حنفی اللہ تعالیٰ عنہ نے صرف یہ کام امراء کا خانہ نہیں کیا بلکہ :-

"جو لوگ قدیم سے زیندار اور تعلقہ دار تھے اوہ جن کو ایرانی زبان میں مردان اور دہقان کہتے تھے، حضرت عمر نے ان کی حالت سیطیح قائم کر دی اور انکے حقوق اور حقیقت اور حقوق تھے سب بحال کیے "الغارون" جلدہ زیر عنوان "صیغہ محال"

حضرت سیدنا امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ

(۱)

(از جناب مولوی شیخ محمد یعقوب حنفی افسر مرحدات ریا پیالہ)

(ج) یوْقَدَ اللَّهُ الَّذِينَ أَهْمَلُوا
مِنْ كُنْكُمَّةِ الَّذِينَ أَذْوَى الْعِلْمَ بِهِمْ
وَهُمْ بِهِمْ كَارِهُونَ (دیوبنی) "اللہ موننوں اور عالموں کے
لئے بسیروں کتابیں بڑے بڑے علماء و مسلمان نے تصنیف کی
ہیں۔ صحابہ ذوق و شائقان علم ان سے متین ہو سکتے ہیں۔
(۲) حضرت رسالت تاب صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:-
(رتبہ) عَنْ مَعَاوِيَةَ قَالَ
عَلَيْهِ السَّلَامُ إِنَّمَا يَرْجُو مَعَاوِيَةَ
أَنْ يُؤْتَنَ لَهُ وَسَلَفُهُ
إِنَّمَا عَلَيْكُمْ وَسَلَفُكُمْ
أَنْ يُؤْتَنَ لَهُ وَسَلَفُهُ
مَنْ يُرِجِّعَ اللَّهَ بِهِ خَيْرًا
بِهِ أَنْتُمْ دِيْنِكُمْ كَمْ جُودَ فَقْهٍ
مَطْمَرٌ لِوَيْتَمْ
يُقْرَبُكُمْ فِي الدِّينِ وَأَنْتُمْ
بِهِ أَوْرَادَتُمْ أَنْ تَنْهَىَنِيْ
أَنَا قَاسِمٌ وَاللَّهُ يُعَظِّمُ
كُرْتَابَهُوں اور ارشاد دینے واللہ ہے۔
مُتَقْعِدٌ عَلَيْكُمْ۔ (مشکوٰۃ کتاب العلم)

یعنی یہی علم دین بذریعہ حادیث تقدیم کرتا ہوں۔ اس کی وجہ
اوہ گھکراہ اس پر عمل کی توفیق اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائے۔

(ب) عَنْ أَبْنِ عَبَّاسٍ قَالَ
رَجُلٌ يَرْجُو مَعَاوِيَةَ حضرت بن عباس سے رہاتے
قَالَ سَرْسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيقِيَّةٌ وَاحِدٌ
نَّى إِلَيْهِ عَلَى الشَّيْطَانِ مَنْ أَلْفَ
سَلَدَهُ بِهِ زِيَادَهُ سَخَتْهُ۔
عَابِدٌ رَوَاهُ الرَّزِيمِی۔ (مشکوٰۃ کتاب العلم)

رج) عَنْ أَبِي أُمَامَةَ الْبَاهِرِیِّ (رتبہ) روایت ہے حضرت بیوی امّا
قالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّی اللَّهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِضْلَ الْحَاجَاتِ
مَدِیدٌ وَلَمْ نَتَبَرَّ بَنْدُگی عالم کی اور عابد
عَلَى الْعَمَادِ كَفْضُلُ عَلَیِّ
آذِنَا كَوْثَاثَ اللَّهَ وَ مَلِئْتُمْ تَهَامَسَ کے تجھیقِ العَوَادِ رَسَکَے

حضرت امام عظیم رحمۃ اللہ علیہ کے حالات و مناقب کے
متعلق بسیوں کتابیں بڑے علماء و مسلمان نے تصنیف کی
ہیں۔ صحابہ ذوق و شائقان علم ان سے متین ہو سکتے ہیں۔
لیکن جس خاص سلسلہ کا اس شخص کے سالہ میں ذکر ہے۔ فی زمانہ عموم
موقوٰں اور مخالفوں کو اس سے آگاہ کرنا نہایت ضروری ہے۔
سو اپنیں کی آگاہی کے متعلق تو کچھ کہنے کی حاجت نہیں لیکن
خالقین کی غلط فہمی کا رفع کرنا اور محل حقیقت ان پر ظاہر کرنا
اس لئے ضروری ہے۔ کہ وہ اپنے بعض کو تو نظر اسلاف اور
بہت سے نفس پرست اخلاق کی کوڑا تلقین کرتے ہوئے
اس عظیم المرتبہ امام اور اس بزرگ عالم کی شان میں ایسی بے سر
و پا باتیں بتاتے اور ایسے بے تکمیل خیالات خاہر کرتے رہتے
ہیں کہ جس سے ملت اسلامیہ اور امت سلسلہ میں اختلاف اور فرق
پھیلنے کے علاوہ وہ لوگ نہیں اخلاقاً بھی خطا و محضیت کے
مزکوب ہوتے ہیں کیونکہ جس طرح علم کی فضیلت اور حصول علم
کی تاکیدیں قرآن کریم اور احادیث صحیحہ میں وارد ہیں اسی طرح
علمائے کرام اور ان کے اعزاز و اکرام کے متعلق بھی متثبت
کے احکام انہیں شمس ہیں چنانچہ۔

(۳) قرآن کریم میں ارشاد فرمایا گیا ہے۔
(الف) وَمَنْ يُؤْتِ الْحَكْمَ فَقَدْ (دیوبنی) جس کو علم و مکتسب عطا ہوا
أَذْقَى حَيْرَةً الشَّيْرَاءَ ہیں اسے ہبہ جعلی دیجیں؟
رب) أَهُلَّ يَسْتَوِيَ الَّذِينَ يَقُولُونَ (دیوبنی) کیا اہل علم اور جے علم
وَالَّذِينَ لَا يَتَلَمَّوْنَ اور بابردار سے کے ہیں؟

کے لئے عام طور پر امور ذیلیں ملحوظ رکھے جاسکتے ہیں۔
 (۱) حالات زمان، اس کا علمی خاندان، اور نصائح علمیم۔

(۲) اُس نے کس دارالعلوم میں تعلیم پائی۔

(۳) اس کے معلمین شیوخ اور اسائیز کرام کس درجے کے تھے۔ اور ذرائع حصول علم۔

(۴) اس کی فہم و فراست، وجودتِ حواس، و شفیعی عقل اور مناسبت علمی کا کیا حال تھا۔

(۵) اور چونکہ دخت اپنے بیٹل سے بہپا جاتا ہے۔ اس کے شاگرد و تلامذہ کس علم و عقل کے تھے۔

اس مضمون میں انہی معیاروں پر روشنی دلیل گئی ہے۔
 ناطرین کی خدمت میں التامس ہے کہ مجھے بنات خود "علم"
 سے کوئی مناسبت نہیں۔ البتہ اہل علم کی کفشن برقاری کو ساخت
 اور خبر بخھتا ہوں۔ چونکہ اس زمان میں عام لوگوں کو دقدم علوم
 عربی و تاریخ وغیرہ حاصل کرنے کا شوق ہے، نہ علمی کتابیں لیجئے
 کا ذوق۔ اس لئے ضرورت وقت کے حوالے سے یہ مضمون کتب
 ذیل سے انتخاب کر کے قلمبند کیا گیا ہے:

سیدرة النعمان۔ مولانا شبیلی شعافی مرحوم و متفور
 تذکورہ اعظم۔ مولانا منقی عبد اللطیف صاحب جھانی موتیری
 مقدماً اوجز المسالک۔ عربی شیع موطا، ۱۳۱۰ مالک
 مصنفة حضرت مولانا محمد زکریا صاحب شیخ الحدیث مدرس طاہری دم
 سہا پور۔

حوالیات کتب تاریخ و بیان وغیرہ جو اس مضمون میں درج ہیں۔
 وہ انہی کتابوں سے نقل کئے گئے ہیں لہذا نقل میں اگر کوئی غلطی
 یا فروکڑ آشت پائی جائے تو شعافی کا خواستگار ہوں۔ زیادہ تفصیل
 و تحقیق کی ضرورت ہو تو ناطرین صمل کتابوں کی طرف رجوع فرمائیں
 والسلام

احقرہ۔

محمد یعقوب عقی عن

شیراز والدوہ اوزہ پیشالہ۔

وَأَهْلُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ هُنَّ شَهِيدُ فَرَسَتْ أَوَّلَيْ إِسْمَانَ وَزَيْنَ
 الْفَلَلَةِ فِي بُجُورِهِ وَحَقِيقَ الْحَجَّتِ
 يُصَلَّوْنَ عَلَى مَعْلِمِ النَّائِسِ اپنے کے اوپر یہاں تک کہ مچھلیاں
 الْخَيْرَ لَا وَكِمَا قَالَ رَوَاهُ دعاۓ خیر کرتی ہیں۔ لوگوں کو
 الْقَرْمَذِيُّ دَشْكُوَّةَ تَابِعِي، شَهِيدُ الْكَحَافَةِ وَدَوَّيْ كَمَّ لَهُ
 پس جو شخص بھی اللہ عظیم اور عالم است کرامہ کی شان میں
 غلط ہے اسی اور اپنی نفسانیت یا غلط فہمی سے ان کے حق
 یہ سُنْنَاتِ حَاجِيٍّ یا بَدْوُجَنِيٍّ کرتا ہے۔ وہ اخلاق و تہذیب کی رو سے
 قوم و بلت کے رو بہرو اور شریعت و مذہب کی رو سے خداوند
 کریم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں ملوم اور
 جوابہ ہے۔ (اعاذنا اللہ عنہما)

میں نے اپنے دہن سچاپ میں اور اس سے باہر بھی
 کئی مولیوں کو جو علم یا حدیث کے مدعی کہلاتے ہیں، اس کیتے
 سناتے ہے کہ "ابو حنیفہ کو صرف، احمد بن ملیحیں" بعض اس
 میں ترقی کر کے ان کی تعداد ۱۳۰ یا ۱۴۰ تک ہے بیس ڈرا
 نسی اضافی کر کے یہی فرمایا کرتے ہیں کہ "ابو حنیفہ" اتنے بڑے
 عالم نہیں تھے جتنا کہ احباب کہتے ہیں۔ بلکہ وہ ایک متمولی علم
 و عقل کے آدمی تھے۔ غرضیکہ یہ ایک بیماری ہے۔ جو مختلف شکلوں
 اور مختلف حالتوں میں مختلف الفاظ کے ذریعہ سے ظاہر ہوتی ہے
 ہے۔ اور جو ابتداء زمانہ سے مزمن سی ہو گئی ہے۔ ان اور ادق
 کی تحریر سے میرا بطلب ونشاء ہجڑنہیں کو حضرت امام اعظم
 رحمۃ اللہ علیہ کو مخصوص عن الخطا ثابت کیا جائے۔ ذریعہ مقدمہ ہے
 کہ امانت مرحومہ کے تمام اسلاف و اخلاف پران کی برتری
 ظاہر کی جاتے بلکہ نہایت احتیاط اور دیانتداری کے ساتھ
 مستند، قابل اعتماد اور لائق اعتماد حرمیات سے یہ ظاہر کرنا مطلوب
 ہے کہ علم حدیث کے متعلق حضرت امام رحمۃ اللہ علیہ کا کیا درج
 ہے۔ اور ان کے مخالفوں کی تحریریں اور تقریب میں کس حد تک دست
 اور مقابل دقت ہیں۔
 کسی شخص کی علمی استعداد و فہمی قابلیت معلوم کرنے

فصل اول

حالات زمانہ آپ کا علمی خاندان اور نصاب تعلیم

ان وہ قبائل کے لئے چھ میں مقرر فرمائے سے یہ اندراہ ہو سکتا ہے کہ جانب رسالہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اس طرف کتنی نیادہ توجہ اور تعلیم کا اعتمام مس درجہ تھا۔

مذکور بالاتفاق ماریں کا مرکز اور دارالعلوم مدینہ منورہ تھا۔ بیان

کے مدرسہ میں چار سلسلہ اور ایک خوشنویں اُستاد مقرر تھے۔ اور خود جانب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اس کے سرپرست اور حکم اعلیٰ تھے جیسا کہ سخاری میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہدایت فرمائی کہ ان چار بنگلہ سے قرآن کی تعلیم حاصل کرو عبد اللہ بن سعید۔ سالم مولیٰ خدا غیرہ۔ ابن کعب و حمادہ جبل۔

چنانچہ رمضان شاصہ میں قبیلہ عامر کے دس آدمی ایمان لئے اور دارالعلوم مدینہ میں نہ ہبی نصاب پڑھا اور حضرت ابن عباس کعب نے ان کو قرآن کی تعلیم دی۔

اسی سال قبیلہ حقیفہ سے ایک وفد آیا۔ اسلام فتحیل کیا اور وہ سر سے طلباء کے ساتھ ابن عباس کے حلقہ میں اسی قرآن کی تعلیم حاصل کی (ابن خلدون)

اس وقت مسلمانوں کی طلب علم اور ذوق و شوق کا یہ حال تھا کہ قبیلہ قبیلہ سے شتر اسی طلبہ اسلام لانے کے بعد مدینہ عاصم ہوتے اور نہ کوہہ بالا دارالعلوم میں قرآن اور نہ ہبی تعلیم سے فیضیا ہوتے۔

(استیحاب)

قبیلہ فی سلامان سے سات طالب علم مدینہ پہنچے جن کے یہیں حضرت جیبیت تھے۔ یہ تمام اسلام لائے اور مدرسین داخل ہو کر نہ ہبی تعلیم کی تکمیل کی۔ (ابن خلدون)

جانب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض لوگوں کی تعلیم اپنے مطلع کر لی تھی۔ ابوالدرداء عاصمی نے تمام قرآن شریعت آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یاد کیا (ذکرہ ذہبی)

ابن مسعود نے قریباً اسی دور تین حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے پڑھیں (بخاری)

عبد الرحمن بن سعید بن العاص کا خط مددہ تھا۔ ان کو مدینہ میں

کتابت کا سلسلہ مقرر فرمایا۔ (استیحاب)

اس امت رحمہ کی تعلیم و تزکیہ کیسے اللہ عن جبل، علیم وغیرہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو علم و حکمت کے خواہ نے حطا فرمائے اور آپ کو مأمور فرمایا کہ ان خداونوں سے اپنے تابعوں کو فیض پہنچائیں جیسا کہ ارشاد واری ہے:-

مَنْ كَانَ مِنَ الظَّالِمِينَ رَسُولاً وَهُنَّمَا يَنْتَهُوا
عَلَيْهِمْ مَا يَتَّهِمُونَ وَمَا يَكْسِبُونَ وَمَا يَعْلَمُونَ الْكِتَبُ وَالْحِكْمَةُ
وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلِ لِقَاءِ صَلَالَى قَبْلِنَ ۝

حضور علیہ اصلوٰۃ واسلام نے علم و حکمت کی ترویج اور اشاعت کے لئے معلمین و مدرسین مقرر فرمائے اور مختلف بلاد و امصار میں بودا نہ فرمائے اور جا بجا مدارسے قائم کئے۔ یعنی جب کوئی قبیلہ مسلمان ہوتا یا کوئی قریہ پا شہر اسلامی مسیر پر قبول کرتا۔ وہ تمام ترقیات و اصلاحات سے ہلے ان کی تعلیم کا بندوبست کیا جاتا۔ چند شالیں ملاحظہ ہوں:-

(۱) الفصار مدینہ کے بہراہ ابن ام لکتوم غزوہ و رصعبہ جو کو اس نے روانہ فرمایا کہ لوگوں کو اسلام کی دعوت دیں اور مسلمانوں کو قرآن اور احکام اسلام سمجھائیں۔ دریں خلدون۔ کامل ابن شیر بخاری کتاب التفسیر

(۲) علک بین جب مالک اسلامیہ میں شامل ہوا۔ تو اہل بین و حضرت کے لئے معاذہ بن جبل کو معلم بنکر بھیج۔ (ابن خلدون)

(۳) نجاشی و والوں کے لئے عمر بن حزم کو مدرس مقرر فرمایا۔ مسکراں کو قرآن پڑھائیں۔ اور احکام شریعت سمجھائیں (استیحاب)

(۴) قارہ و عضل وہ قبائل اسلام لائے۔ تو ان کی تعلیم کے لئے یہ چھ مدرس مقرر فرمائے۔ شرمہہ بین ابی مرشد۔ یامن بن ثابت۔ خبیث بین عدی۔ خالبین البکیر بین دشنا۔ عبد اللہ بن طارق۔

جانب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توجہ عالیٰ اور حسن تعلیم کا یہ اثر ہوا کہ تھوڑی مدت ہی میں تمام عرب کا مذائق بدل گیا اور ہر ایک دل میں شوق علم کی آگ بھڑک لئی۔ پھر سے چھوٹے، مسلمان، کافر، سب کے دلوں میں اس بر قی تاثیر نے علیٰ نداق پیدا کر دیا تھا۔

چنانچہ بخاری کتاب المغازی میں ہے کہ عزیز سلمہ فرماتے ہیں کہ میں چھ سو سال برس کا تھا۔ اس وقت تک یہ رقبیہ ایسے والدین اور میں بھی اسلام سے مشترف نہیں ہوئے تھے ہمارا کاؤں راست پر واقع تھا۔ یہ رے علیٰ شوق کا یہ عالم تھا کہ میں ہر روز راست پر اکر بھیج جاتا اور مدینہ سے جو لوگ واپس آتے ان سے پوچھ پوچھ کر قرآن یاد کیا کرتا۔ چند دن کے بعد جب میرے قبیلہ والے مسلمان ہوئے اور ان کے ساتھ میں بھی ایمان لایا تو وہ لوگ نماز میں مجھے امام بناتے۔ اس لئے کہ میں نے پہلے ہی راستہ چلنے والوں سے قرآن یاد کر لیا تھا اور مجھے سے زیادہ کمی کو یاد دھنا۔

اب عبید اللہ بن مسعود | اس زمانہ خیل القرعون کے مشاہیر

مسعود، کاظم گرامی قابل ذکر ہے۔ اپنے حضرت عمر بن الخطابؓ سے بھی پہلے اسلام لائے تھے اور ان کے ایمان لائے کا واقعہ یوں ہے کہ ایک روز وہ عقبہ کی گنجائیں چڑاہے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اس طرف سے گزر ہوا۔ حضور نے ایک بانجھ بکری کو پکڑ کر اس کا دودھ دو۔ خوب بھی نوش فرمایا اور حضرت ابیر بکرہ کو بھی پایا۔ اس کے بعد عبید اللہ ایمان لائے اور عزیز کیا کہ مجھے قرآن تعلیم فرمائی۔ آپ نے ان کے سر پر دست شفقت پھیرا اور فرمایا یوں حملہ اللہ فاتحہ غلیم ۲۰ مُعَلِّمٌ^{۲۰} (اللہ حجہ پر رحم کرے تو دنیا میں علم پھیلاتے والا رہ کاہے) (استیغاب) ہونہار بردا کے چکنے چکنے پات، ان کی فطرت اور استعداد کا اندازہ فرمائکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تعلیم پر زیادہ توجہ فرمائی اور ان کو اپنے پاس ہی رکھ لیا۔

تاکہ کسی وقت علیحدہ نہ ہو۔ اور فرمایا کہ تمہیں اندر آنے کی اجازت کی ضرورت نہیں۔ جب چاہو پر وصالٹ کر بیلاروک ٹوک چلے آیا کرو۔ اور ہماری ہر قسم کی باتیں سنو۔ تا قیکھ ہم منجذب کریں۔ حضرت عبداللہ، اس شفیق مریٰ روحاںی وجسمانی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی خدمت کو سرمایہ سعادت دل دین اور ترقی فضل و مکمال اور اپنا فرض سمجھ کر۔ آپ کی کخش برداری کی خدمت بجا لاتے جوab سے بیدار کرتے۔ بہاتے وقت پر وہ کرتے۔ پھر بداروں کی طرح آگے چلتے اور ہر وقت خدمت عالیٰ میں حاضر رہتے اور ہر قسم کی خدمات بجا لاتے (استیغاب)

حضرت ابن مسعود کا یہ اخلاقی انسانی احتساب اس حد تک ترقی کر گیا تھا کہ صحابہ ان کو خاندان نیزت کا ہی فرد سمجھنے لگے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توجہ خاص اور ابن مسعود کے طلب و شوق نے ان کو اس درجہ اور مرتبہ پر پہنچایا کہ جب عبد الرحمن بن نبیہ نے حدیث صحابی سے دریافت کیا کہ صحابہ میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اٹھ اخلاق۔ سیرت اور اعمال میں کون ہے تاکہ ہم ان کی خدمت میں رہیں۔ تو حدیث نے کہا کہ ابن مسعود کے ساتھ کوئی شخص سمجھ پریے ان بالتوں میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا مشبیہ نہیں ہے۔

جب ابن مسعود کے اخلاق، عادات اور علم کی تکمیل ہوئی تو رسول کی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات طیبہ میں ہی ان کو تدبیس و تعلیم کی اجازت عطا فرمائی اور قرآن و حدیث دونوں کے بارہ میں صحابہ سے فرمایا کہ ابن مسعود سے پڑھیں۔ استاد جب شاگرد کو اجازت دیتے ہیں تو سندا در اجازت نامہ میں " طرح کے الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ مثلًا عام شاگردوں کے لئے یہ الفاظ استعمال کرتے جاتے ہیں کہ میں تین فلائل علم کے پڑھاتے کی اجازت دیتا ہوں" (یعنی جو طلبہ جدید الاستعداد اور اپنی قابلیت کی وجہ سے ممتاز ہوتے ہیں۔ ان کی نسبت سند میں یوں تحریر کیا جاتا ہے کہ "میں اجازت دیتا ہوں کہ طلباء سے فیضیاب ہوں اور ان سے پڑھیں" جناب سرور کاشتا صلی اللہ

ان احادیث سے حضرت عبداللہ ابن سود کے بیان کردہ مسائل کی وقوع کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

حضرت عبداللہ ابن سود کی قابلیت و استعداد علم و عمل سے ہی شخصوں نبھی۔ بلکہ نظام ملکی، سیاست اور مدبرِ نازل ہیں بھی ان کی فہم و فراست اور معاملہ فہمی کچھ کم نبھی اور اس کی تصدیق آئی حادیث صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمائی ہے کہ:-

”اگر ہیں کسی کو بلا مشورہ امیر المؤمنین بنیتا۔ تو بے شک

ابن سود رحمہ السلام کے سبق تھے“

پڑا ظاہر ہے کہ ان کے مبلغ علم کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ دوسرا کوئی نہیں سمجھتا تھا۔ پس حضور ولیٰ اصلوۃ والسلام کی تصدیق اور سنن کے بعد کسی دوسری شہادت کی ضرورت نہیں۔ اسی پناہ پر حضرت فاروق اعظم رضی اور جناب مولیٰ قصیٰ اور رب نے عبید اللہ بن سعوڈ کے کمال ملکی اور ماقبلتِ حدیث کا اقرار کیا اور اس کی شہادت دی۔ بکوہ دالوں نے جانب فاروق سے جب یہ تکمیلت کی کہاں شام کے وظائف میں ترقی کی تھی اور ہم لوگ اس سے مخصوص رہے تو انہوں نے جواب میں فرمایا کہ:-

”ابن شلم کے تو وظائف میں ترقی کی تھی۔ لیکن تمہارے علم میں ترقی کی تھی ہے۔ کیونکہ تمہاری تعلیم کے لئے ابن سعوڈ رضی اللہ علیہ وسلم یا ایسا ہے اور ابن سعوڈ رضی اللہ علیہ وسلم کے فعل و کمال و واقفیتِ حدیث کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اُس وقت بھی حاضر تھے تھے جیکہ ہم لوگ اپنے کا دل میں صدوف ہوتے تھے۔ اور جبکہ آپ اندھوں تھے ہم اندر نہیں جاسکتے تھے۔ ہم سے پردہ کیا جانا تھا اور عبد اللہ بن سعوڈ وقت بھی حاضر تھے تھے“

جناب فاروق اعظم کا عبید اللہ بن سعوڈ کی واقفیت حدیث پر یہ استدلال کتنا صحیح ہے۔ اس لئے کہ معلوماتِ حدیث کا مراد آئی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال ہیں اور جس شخص نے خلوت اور جلوت دونوں ہیں آپ کے افراد کو دیکھا اور اقوال کو

علیہ وسلم نے ابن سعوڈ کو جو سندا اور اجازت عطا فرمائی اس میں دوسری قسم کے الفاظ ہیں۔ قرآن و حدیث کی سنن جدال کا دعا فرمائی ہیں، جیسا کہ سخاری و ترمذی سخن اپنے ہر ہے:-
قالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِسْتَقْرِيرًا لِّلْقُرْآنِ
وَنَأْكُرَةً لِّلْجَنَاحِ مِنْ عَبْدِ اللَّهِ أَبْنِ مَسْعُوقٍ هُوَ وَسَالِمٌ مَوْلَى
أَبْنِ حَمْدَنِيَّةَ - وَأَبْنِ بَنْ كَعْبٍ وَمُعَاوِيَةَ أَبْنِ جَبَلٍ (بخاری)

اور ترمذی کے الفاظ یہ ہیں:-

حُنْ حَذَّ حَذَّةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ هَا أَقْرَأْتَكُمْ عَبْدَ اللَّهِ مَافَرِّغُوا بَيْنِ أَبْنِ سَعْوَدٍ
بَسْرَحَ تِمَّ كَوْ قَرْآنَ پُرْ حَمَائِشَ، وَيَسِّرْ حَوْ.

حدیث کی سندا اور اجازت ترمذی میں ہے:-

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا حَدَّثَنِي
أَنِّي مَسْعُوقٌ فَصَدَّقُوا - یعنی جو حدیث ابن سعوڈ تھے
بیان گریں، اُسے صحیح کہجو جناب سرو بحاتات صلی اللہ علیہ وسلم
نے ابن سعوڈ کو قرآن و حدیث کے علاوہ تخریج مسائل، استنباط
اور قیاس کی بھی ابانت اور سن عطا فرمائی تھی۔ چنانچہ ترمذی میں ہے:-

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَسْكُو الْعَمَدِ
أَبْنَ أَقْرَأْتَهُ - یعنی تم لوگ ابن سعوڈ کے مسائل اور احکام
پر عمل کرو۔ ان کا قول تمہارے عمل کے لئے کافی دلیل ہے۔
اکمال خلیفہ کئی العمال میں ہی کچھ اختلاف الفاظ کے
ساتھ یہ سنہ موجود ہے۔ وہ یہ ہے:-

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَضِيَتُ أَعْنَى
مَا رَضِيَ لَهَا أَبْنُ أَقْرَأْتَهُ - یعنی مسخنٹ لہما ماسخنٹ لہما ابْنَ
أَقْرَأْتَهُ - یعنی ابن سعوڈ یہی امت کے لئے بوجوئی کوں اور جو احکام و مسائل بتائیں ہیں بھی اسے پسند کرتا ہوں اور اپنی
امت کو اس پر عمل کرنے کی اجازت دیتا ہوں۔ اور جس کو
ابن سعوڈ ناپسند کوں، یعنی اسے ناپسند کرتا ہوں۔ میری امت
اس سے احتیاط کرے۔

تھا۔ ان میں میں بھی موجود تھا لیکن میں نے کسی صحابی کو اس کلام کی مخالفت کرتے نہیں دیکھا۔ امتنہ کسی نے اس بات میں ان کی مکمل پیشی کی؟

ابن مسعودؓ قرآن کے سب سے زیادہ عالم اس لئے بھی تھے کہ حضرت جبریلؓ کا معمول تھا کہ رمضان میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک بار قرآن کا دوسرے تھے لیکن دفات شریف کے سال اسی ماہ میں دوبارہ دیکھا۔ اور ان دونوں دوبار میں ابن مسعود موجود تھے۔ (استیحاب)

آپ دیکھنا یہ ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ کے اپنے دکھل کا علم سے کہنے والوں کو کس قدیمیں پہنچا کہ تب تاریخ سے پہت چلتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ان افتخاری مسعودؓ کی روشنی نے تمام علماء کے دلوں کو روشن کیا۔ اور ہر دل میں اس کی چمکتے تھیں۔ اور اسی نور سے جہل کی تاریکی کا فروٹی اور آپ کے علمی پیشہ سے تمام اسلامی دنیا سیراب ہوتی۔ اسرا رالانوڑا میں ہے کہ:

”کوذ میں ابن مسعودؓ کے حلقة درس میں ابک وقت چاہیز رہا...“، طلبہ شریک تھے تھے۔ جناب امیرِ جماعت کو ذمیں تشریف لائے اور ابن مسعودؓ کے استقبال کے لئے مدد اپنے شاگردوں کے باہر آتے تھے۔ تمام میدان طلبہ سے بھر گیا تھا جناب امیرِ جماعت نے ان کو دیکھ کر فرمایا کہ ابن مسعودؓ تم نے کوڈ کو علم و فقہ سے مالا مال کر دیا اور یہ مشہد تمہاری دمہ سے علم کا مرکز اور معدن بن گیا۔“

علامہ ابن قیم اعلام الموقعین میں لکھتے ہیں کہ:-

”فَنَّ تاریخ کے امام، ابن جریر طبری نے لکھا ہے کہ اسلام میں کوئی شخص ابن مسعودؓ کے سوابے ایسا نہیں ہوا جس کے درس سے نامور علماء نکلے ہوں۔“
اور اس کے نزدیک اور نقاوی کے ساتھ یہ اتنا تکمیل کیا گیا ہوا کہ قرآن کو حرف بحرف لکھا ہو۔ البتہ ابن مسعودؓ مجھے

شاہو۔ اور کسی وقت آپ سے جہاد ہوا ہو۔ اپنے نظر اس کے کمال فن کا اندازہ کر سکتے ہیں۔ اسی لئے جناب علیؑ سے لوگوں نے جب ابن مسعودؓ کے علم کو دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ:-

”ابن مسعودؓ نے تمام قرآن پڑھا اور عدیتوں کو جانا اور یہی کافی ہے۔“

یہ اس لئے کہ مسلمانوں کو اس سے زیادہ کی ضرورت نہیں اور نہ مسلمانوں میں قرآن و حدیث کے سوائے تیسرا کوئی علم نصباب تعلیم میں داخل تھا۔ جناب فاروقؓؑ نے ایک دفعہ فرمایا کہ ”ابن مسعودؓ علم جسم“ ہے۔ علامہ ابن قیم اعلام الموقعین میں لکھتے ہیں کہ ”امام مسروقؓ جو جلیل اقتدار تھیں ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کو دیکھا تو تمام کے علم کا سرچشمہ ان تھیں کو پایا۔ علیؑ نے۔ ابن مسعودؓ عمر ۷۰۔ قریب ۷۰۔ ابوالمردود اور عذر۔ ابی زند۔ اس کے بعد پھر دیکھا۔ تو ان تھیں کے علم کا خزانہ علیؑ نے اور ابن مسعودؓ کو پایا۔“

امام مسروقؓ کی اس شہادت کی تصدیق واقعات سے بھی ملتی ہے۔ اس لئے کہ یہ دنوں جناب رسالت آمیز صلی اللہ علیہ وسلم کے خواص اور ہر وقت کے حاضر باش خلوت و جلوت کے رازدار تھے۔ اور انگے زیادہ واقعیت کے اسجاپ اور کسی کے لئے ہمیاز تھے۔ چنانچہ بخاری میں ہے کہ:-

”ایک روز عبد اللہ بن مسعودؓ نے معاشرہ عٹکے عام۔“

مجمع میں فرمایا کہ تمام صحابہؓ؏ اس امر کو جانتے ہیں کہ اس سب سے زیادہ کتاب اللہ قرآنؓ کا عالم ہوں اور مجھے ہر سوت قرآنؓ کی سلوم ہے کہ کس جگہ نازل ہوتی اور کس ہو قدر پر نازل ہوتی۔ اور اگر کوئی صحابی مجھ سے زیادہ قرآنؓ کا عالم ہوتا۔ تو میں فرموں اس کے پاس جاگر اس سے قرآنؓ پڑھتا۔ خواہ وہ کسی جگہ ہوتا۔ شیقونؓ؏ کہتے ہیں کہ جس مجمع میں عبد اللہ بن مسعودؓ نے پڑھا

تذکرہ مشاہد

سید جمال الدین فقائی

امیر شکیب اسلام کے قلم سے

(مترجمہ مولانا امین حسٹا افغانی)

امیر شکیب اسلام اس صدی کے مشہور سیاست دان اور بے شک مورخ ہیں۔ علوم شرقیہ اور غربیہ کے جانشین اور عربی زبان لا جواب ادیب ہیں جس کے مصون پر قلم امتحانے ہیں، ان پر آئندہ لکھنے والوں کے لئے بہت کم گنجائش پھوٹتے ہیں۔ انہوں نے "حاضر العالم الاسلامی" پر ایک مبسوط حاشیہ لکھا ہے جس میں ایک مقام پر سید جمال الدین افغانی کے حالات پر لے لئے رکھے ہیں۔ ذیل میں اس مضمون کا ارد و ترجمہ پیش کیا جاتا ہے۔ محل مضمون کے لئے "عازز العالم الاسلامی" جلد اول صفحہ ۱۹۹ م بعد دیکھیجیے۔
(امین افغانی)

حجۃ الشرق، فیلسوف اسلام، علم الاعلام سید جمال الدین افغانی امت اسلامیہ کا وہ روشن شارہ تھا جس نے مسلمانوں کو جہالت کی گھٹائی پ تاریخی میں سے برایت اور صلاح کی راہ دکھائی۔ وہ شرقی بیماری کی محبت اور اللہ تعالیٰ کی ایک کھلی ہوئی نشانی تھے۔ ان کے متعلق فرانس کے مشہور فلسفی تیتان کا قول ہے کہ "جب میں ان سے ہمکلام ہوتا، تو یوں محسوس کرتا، گویا ابن سینا، ابن رشد یا اسی پایہ کے کسی دوسرے شرقی فلسفی سے باقی کر رہا ہوں"۔

سید جمال الدین کو تمام شرق میں اور خاک مصر، شام اور عرب میں اتنی شہرت حاصل ہے کہ تقریباً ہر مجلس میں ان کا نام بڑی عزت و احترام سے لیا جاتا ہے۔ اس لئے میں ان کی سیرت کی تفصیلات میں نہیں پڑنا چاہتا۔ میں چنانیک ایک باقیں جو اب تک منظر عام پر نہیں آئی ہیں، ذکر کر دینا ضروری سمجھتا ہوں۔ سید صاحب کے متعلق دو باقیوں میں لوگوں کا اختلاف ہے۔ ایک یہ کہ وہ افغانی تھے یا ایرانی؟ دوسری یہ کہ ان کا نہیں کیا تھا۔ کیا وہ اہنی فلسفی تھے؟ مسلمان فلسفی تھے؟ یا خدا کے منکرا درست پری تھے؟

سید جمال الدین کا مولود و نشواد جو لوگ سید جمال الدین

رسول حضرت اللہ علیہ وسلم نے ہر بڑی بڑی یثابیں دی ہیں اور اپنی امت کے لئے پہنچے بعد قرآن اور فرقہ و تکیہ میں انہیں اپنا خلیفہ مقرر فرمایا اور تمام احباب نیک اخلاق صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت و محبت کا شرف انکو زیادہ تھا۔ انسان کی علمی ترقی کا یہ اعلیٰ مرتبہ ہے کہ وہ علم میں بھی صلی اللہ علیہ وسلم کا جائز تینیں ہوا اور بلاشک حضرت ابن سعید و عربی نسبت انکے نامی میں علمی معلم کی پیشگوئی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی میں حرف بکرف پوری ہوئی۔ وکنی بالمراء هذن الحفر ا وکراحت و شفاف نام دل لکھ فضل اللہ یو تیہ من لیتاء و اللہ ذہ الفضل العظیم۔ اسکے پیغمبر معلوم ہو گا کہ یہی حضرت ابن سعید حضرت ابن عثیمین کے علمی نامان

(باقیہ از صفحہ ۱۱)

کے درس سے بڑے بڑے نامی اور جلیل القدر علماً فارغ التحصیل ہو کر نسلکے اور ان کے ذہب فتاویٰ پر ایسی توجہ کی گئی کہ تمام تلبید کے لئے اس میں شاگ نہیں کے عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سعیں خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے خلیفہ اور علماء اہم تری کا نبیا عربی اسرائیل کے حقیقی صدقہ بنے۔

اذآل النخا صدک ایں ہے کہ:
"ابن سعید بھے جلیل القدر صحابی ہیں جن کو

و مکانے والے محلے گھر گروہ عدام انسانس کو گمراہ کرتے ہیں اور ان کے عقائد کو علمی سچائیوں کے ساتھ ٹھکر کر اسلام پر اتنا پڑا فلم کرتے ہیں جس کا اثر سماں مخالف کے وجودہ سیاسی اور اجتماعی انحطاط کی صورت میں ظاہر ہو رہا ہے اور اگر کوئی مصلح یا مجدد، فسقة اور علوم عالیہ کا نام لے کر لوگوں کو نکد و نفری کر دیتا ہے اور ان کو کوران تعلیم سے ہٹانا اور جمود کی عذر قبول کے لئے آگاہ کرتا ہے تو یہ لوگ فرمادیں کہ کفار کا فتویے لگا دیتے ہیں اور جو لوگ عملًا بے دین ہوتے ہیں وہ ان فتویوں پر بلاتائل رنگ دو غعن چڑھا کر انہیں لوگوں میں شہید کر لے لجھتے ہیں۔ کیونکہ لوگ جس کام کو خود پسند کرتے ہیں اس میں ملک کے پڑے لوگوں کو بھی اپنا سماجی دیکھنا پسند کرتے ہیں یہی وجہ ہے کہ شیخ محمد عبده نے مقدمہ نیچہ پرست میں لکھا ہے:

"هم سید صاحب کی سیرت پر اس لئے کچھ لمحنا چاہتے ہیں کہ ان کے عقائد کی باہت لوگوں کی رائی مختلف ہی گویا وہ ایک روحانی طاقت تھی، جو ہر ایک ذہن میں اس کے مطابق بنکر رہ گئی۔ یا ایک حقیقت کلیہ تھی، جسے ہر ایک عقل نے اپنے طبق ڈھال لیا۔ گودہ صاف گو، اور ساف پاٹن تھے۔ پھر بھی راتیں گھر نے والوں اور عقلي گھوڑے ذرلنے والے ان کو نہ سمجھ سکے؟"

سید صاحب کا ذہنی اس کے بعد انہوں نے سید صاحب اور سیاسی عقیدہ کی سیرت لکھنی شروع کی ہے اور ظاہر ہے کہ وہ سید صاحب کو تمام دوسرے سیرت نگاروں سے زیادہ جانتے تھے کیونکہ دنوں کے تعلقات نہایت لہر سے تھے اور نہت تک ساتھ رہے تھے چنانچہ ان کے حسب نسب، ولاد، پرورش اور سفر کا ذکر کر کے ان کے فقہی مذہب کے متعلق لکھتے ہیں کہ "دہ چینی (مسلم) حقیقی اور سو فیماہ کی طرف مائل تھے" سیاسی نظریہ کے متعلق لکھتے ہیں کہ "ان کی تاہم تو کوششیں اس بات پر مرکوز تھیں لہ کسی ایک اسلامی حکومت کو یورپ کی پڑی

کو جانتے ہیں۔ ان کو معلوم ہے کہ وہ افغانستان کے رہنے والے اور کنڑ کے حسینی سادات کے مشہور خاندان سے تھے۔ ان کے والد کا نام سید صدقہ تھا۔ وہ علاقہ کنڑ میں پر مقام اسد آباد ۲۵۴ م مطابق ۱۸۷۸ء میں پیدا ہوئے تھے۔ ان کے مشہور شاگرد شیخ محمد عبده مفتی مضرے "رسالت نیچہ پرست" کے مقدمہ میں اسی طرح لکھا ہے نیز جنگ غلیم سے چند ماہ پشتیر دینہ منورہ ہیں کنڑ کے ایک مشہور فاضل سید حسین سے میری ملاقات ہوئی تھی۔ وہ فرماتے تھے کہ سید جمال الدین ہمارے رشتہ دار تھے۔ نیز جب سے یوپ میں افغانستان کے سمات خانے کھلے ہیں۔ یہی نے دہان کے نام سرکاری افسروں اور سفیروں سے بھی سنا ہے کہ جمال الدین افغانستان کے رہنے والے ہیں۔ پھر یہ بات کسی طرح سمجھ ہیں نہیں آتی کہ یہ بہضورت تو ان کے افغانی اعلیٰ حسینی سید ہونے پر مستحق ہوں اور ان کو ایک ایسے خاندان کا اعزاز رکن بتاتے ہوں، جو افغانستان میں سورج کی طرح روشن ہے، مادر وہ درحقیقت ہمدان کے رہنے والے اور ایسا فی ہوں۔

جمال الدین کا مذہب ایسے صاحب سے کفر والحاد کی تہمت کو دور کرنے کے لئے ان کے شاگرد شیخ محمد عبده نے کمی با رقم اٹھایا ہے اور عارف، ابو تراب (خادم جمالی)، کی مدد سے انہوں نے سید جمال الدین کے رسالت نیچہ پرست" کا عربی میں ترجمہ بھی کیا ہے۔ جس میں سید صاحب سے محدثین اور عظیمین کی تردیدیکی ہے۔ اور نطق اور فلسہ کی رو سے خدا کی ذات و صفات، دھی اور نہوتت محمدی پر یہ مثل دلائل قائم کئے ہیں۔

یہیں بعض لوگوں خاصہ کرنا نہاد علماء (العلماء الشویر) کو تو فلسفیوں کے گروہ میں محدود اور زندقوں کے سوا کچھ نظریہ نہیں آتا۔ اسی انہوں نے یہ عالمیہ فقرہ مشہور کر لکھا ہے کہ منْ تَنْطِقَ تَنْ تَنْدِقَ (جس نے منع پڑھی وہ زندیق ہو گیا) یا اور اسی قسم کی دوسری وہی تباہی باتیں اور

نے ملت اسلامیہ کے اوکار میں ایک ہیجان برباکر دیا در ان میں تکمیل اسی روح پھونک دی جس نے ان کو نوئی بہت اور نئی عدالت بخشی۔ شیخ محمد عبده لکھتے ہیں:-

”سید صاحب کے خیالات سنتوں کی مغلتوں کو روشن اور دلوں کو منور کیا اور عقل کے پاؤں سے ادا کی پڑیاں ایک ایک کر کے کاٹ دیں۔ ان سے پہلے مصر میں انشاء پردازہ ہونے کے برائی تھے، لوگ یا تو صحیح عبارتیں لکھتے تھے یا کسی ادبی کتاب کو ایش کرنا انشاء پردازی بھتھتے تھے۔“

ادبی اور سیاسی سید جمال الدین نے علمی انقلاب کے **انقلاب** ساتھ ساتھ مصر میں سیاسی انقلاب بھی

برپا کر دیا اور حقیقت یہ ہے کہ علمی اور سیاسی انقلاب دونوں بوجوان بھائی ہیں۔ چنان علم پھیلاتا ہے۔ ذہان سے حریت کی صد اخود بخود اٹھتی ہے۔ مصر کے سیدان سیاست میں سید جمال الدین کی کوششوں کا پہلا اثر اس تحریک میں ظاہر ہوا۔ جس نے اعمیل پاشا کو معزول کرایا۔ اس تحریک میں سید صاحب کا حصہ سب سے زیادہ تھا۔

جب ان کے بعد توفیق پاشا خدیو مصر بنے تو انہوں نے سید صاحب کی کوششوں کا شکریہ ادا کیا لیکن بعد میں لوگوں نے ان سے کہا کہ سید نے ابھی میں نہیں کیا ہے۔ وہ دوبارہ انقلاب پیدا کر کے مصر میں جمہوری حکومت قائم کرنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ توفیق پاشا نے آپکو ملک بد کر کے سوئیں بیج دیا۔ چنان سے آپ ہندوستان چل گئے اور دوبارہ مصر نہ آ سکے۔ ان کے بعد اعرابی پاشا کو تحریک اٹھی اور انگریزوں کو مصر میں داخل ہونے کا موقع لگیا۔ اس میں شک نہیں کہ اس وطنی تحریک کا یہ سید صاحب کے مبارک پا تھوں نے بوسا تھا۔ گوجالت کے باہم میں سیاسی تحریک کی کمی اور جنہی قوموں کی پُر فریب چالوں نے اسے بار آور نہ ہوئے یا اور یوں بھی مشرق میں جو تحریک اٹھتی ہے یا عوام

سلطنتوں کی صفت میں کھڑا ہوا دیکھیں“ پھر ان کی عقلی اور عقلي کمالات کا ذکر کر کے فرماتے ہیں۔

”خلاصہ یہ کہ اگر کہم کہیں کہ جو ذات اُن کو ذاتی تھی، وہ انبیاء کرام کے بعد انتہائی درجہ کی ذات تھی، تو ان میں یا نکل مبالغہ نہیں ہوگا۔“

سید صاحب کا حلم | پھر ان کے شامل، اخلاق، ہمت اور شجاعت و زہد کا ذکر کر کے فرماتے ہیں:-

”وہ بہت بڑے علمی تھے۔ ان کا حلم ہر ایک بات کو براحت کر دیتا تھا۔ لیکن اگر کوئی شخص ان کے دین یا ان کی شرافت کو چھوٹے لگتا تو غصتہ ہو جاتے اور انہوں سے شرارے بر سانے لگتے۔ یا تو پورے حلم ہوتے اور یا فروہی شیر ٹریاں بن جاتے۔“

سید صاحب اور بیداری مشرق | اب تمام ارباب نظر کا اس بات پر اتفاق ہو چکا ہے کہ اس وقت مالک عربیہ

اور تمام مشرق قریب میں جو ایک ذہنی انقلاب پیدا ہوا ہے اور یہ قویں روز بروز آگے بڑھ کر اپنی پرانی عظمت کو دوبارہ حاصل کر رہی ہیں اور ان علم کی تحصیل میں مشغول ہیں۔ جن کی بدلت یورپ والے تقریباً تمام دنیا پر چھائے ہیں۔ یہ انقلاب سید جمال الدین کے قیام مصر کے زمانہ سے شروع ہوا ہے۔

سید صاحب | سید جمال الدین نے دوسری قیام مصر میں کے شاگرد | جامع ازہر میں کسی کی شاگردی نہیں کی تھی بلکہ خود مصر کے ادیب اور عالم ان کی قیامگاہ پر جا جا کر ان کے علم و حکمت کے سنت رے فضیلیاب ہوتے تھے جن میں سے شیخ محمد عبده، شیخ عبد الکریم مسلمان، ابی ایم آفندی نقانی، سید وفا قوئی، سعد پاشا نانلوں زیادہ مشہور ہیں۔ نیز اد بائی میں سے ادیب احراق، سیلم نقاش، سید استانی وغیرہ تھے بھی مصر میں ان سے استفادہ کیا تھا اور یہی حضرات میں ہنہوں نے سید صاحب کے آراء و انکار کو تحریر بر و تقریر کے ذریعہ تمام فنا میں پھیل دیا۔ ان کے بے مثال طرزیاں اور اچھوتے خیالات

چڑھا نیکہ سید صاحب۔ اس وجہ سے ان مسفین نے چنگیلیان کھا لکھا کر بادشاہ کا دل آپ کی طرف سے پھیر دیا۔ چنانچہ آپ قید کر دیئے گئے اور پھر ذلت کے ساتھ ایران سے نکالے گئے۔ بغداد پہنچ کر آپ نے مجتہد کبیر یزدی را محمد حسن شیرازی کو ایک خط لکھا۔ جس میں بادشاہ کے تباہ کو کاٹھیکر دیئے کا مطلب یہ ہے کہ ہمارے ملک کی سب سے زیادہ منفعت بخش پیدا کر رہی ان کے ہاتھ مل چاہے۔ اس خط سے متاثر ہو کر انہوں نے اس ٹھیکی کے خلاف فتویٰ دیا۔

اور ایرانی حکومت عوام کی آواز سے ٹھیر اکرا ایک بار پہنچ اُٹھی۔ لیکن اتنی سی بات سے پہنچ کا غصہ ہٹندا نہیں ہوا۔ بلکہ وہ بادشاہ اور اس کی حکومت کے خلاف تمام دسال د تابیر کو کام میں لاتے رہے۔ وہ جب کبھی ایران سے بناکے جانے کے واقعہ کا ذکر کرتے، تو انتقام کا جذبہ اُنکھوں میں بھرا تا۔ اس وقت ان کے سینے میں وہ غظیم الشان دل ہوتا ہے جس کے سامنے اگر کہیں کہ بادشاہ کے دل بھی بازاری لوگوں کے دلوں جیسے معلوم ہوتے تھے تو سماں لغرنہ ہو گا۔ انہوں نے اپنی آنکھوں سے نظرم دستبدداً جبر و تشدید، اور شخصی خواہشات کی خاطر منفا و عادم کی قربانی کے دل ہلا دینے والے مناظر دیکھنے تھے۔ جنہوں نے ان کو آمادہ کیا کہ وہ بادشاہ کو ایران سے بکھوا کے دم لیں گے۔

آپ کے بعد سید جمال الدین دوبارہلنن گئے اور وہاں سے "ضیاء الحق فقیہ" میں ایران کے خلاف تکملا دینے والے رضا میں شائع کئے۔

سید صاحب ^{۱۹۲} میں سلطان عبد الحمید خاں قسطنطینیہ میں نے ان کو قسطنطینیہ آئنے کی دعوت دی۔ اور آپ دوبارہ قسطنطینیہ چلے آئے۔ اس سے پہلے سلطان عبد العزیز کے زمانہ میں آپ قسطنطینیہ سے ہوئے۔

کی عقولوں سے غبادت کے پردے ہٹانے کے لئے اور بلند کی جاتی ہے۔ تو استعمار پرست حکومتیں فوراً اگھرا جاتی ہیں اور انہیں دیسیہ کاریوں سے اسے پہنچنے نہیں دیتیں۔ مگر سید صاحب کا بولیا ہوا بچ اس دباؤ سے صنائع نہیں ہوا۔ چند نوں کے بعد اس نے کوئی نکالی؛ اپنے ڈنٹل پر کھڑا ہو گیا اور اگر جمال الدین زندہ ہوتے تو اس ہمہما تی خلیقی کو دیکھ کر خوش ہو جاتے اور جو لوگ آپ کسی کو صرے جلاوطن کرنے سے پہلے سوچ کر جو سے کام لیتے ہیں ان کے غصے کی کافی انتہا نہ ہوتی۔

العروفة الوثقى ^{۱۹۳} میں سید جمال الدین لنن گئے۔ پھر دہاں سے پیرس گئے۔ جہاں ان کے شاگرد اور ولی محمد عبدالطفیل بھی پہنچ گئے۔ اور دوں نے بل کر "العروفة الوثقى" جاری کیا۔ جس نے مشرق کو ہیدار کرنے اور لوگوں کی رگوں میں جوش پیدا کرنے کی قابلِ رشک صفات انجام دیں، لیکن زمانہ نے چند پرچوں کے سوا اس کے نکالے کامو قعدہ تھیں دیا۔ پہنچ محمد عبدہ تو دہاں سے پیروت چلے آئے۔ جہاں وہ اعرابی پاشا کی تحریک کے بعد جلاوطن کئے گئے تھے۔ اور سید صاحب یوڑہ کے مختلف مالک کا ذورہ کرنے میں معروف ہو گئے۔

سید صاحب سید صاحب حرمتی کی سیاحت کو کچھ ایمان میں ^{۱۹۴} ناصر الدین شاہ سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے آپکو ایران آنے کی دعوت دی۔ آپ ان کے ساتھ ایران چلے آئے۔ اور چند نوں تک مزت دا حرام کی زندگی پس کرنے لے گئے۔ لیکن انکا یہ غریج حاسد دل کی نظر میں ٹھیک نہ لگا۔ اور سید جمال الدین بھی انہایر خیالات میں لاگ لپیٹ سے کام نہیں لیتے تھے۔ جو بات دل میں آتی، اسے بے جھگ کر دیتے اور ایران کا نظام حکومت اتنا خراب تھا اسے سمجھوئی ہوتے اور بھج کے لوگ بھی بروائیت نہیں کر سکتے تھے۔

بندلر تک زبان میں بند کو کہتے ہیں۔ استنبول کے باہر سلاٹن نے ایک تفریح گاہ میں دادپوں پر بند باندھ کر شہر کو سیراب کرنے کے لئے تالاپ بنوائے ہیں۔ اس کو بند کر کہتے ہیں۔ ان تالا بوں کے اروگرد درختوں نے جھنڈیں ہیں جنہوں نے بندلر کو پہت اچھی میرگاہ بنادیا ہے۔ سید جمال الدین نے قوصرت شاعر اہانداز میں اس جگہ کی تعریف کی تھی۔ لیکن ابوالہدی صاحب کو اس میں کفر و بحاح کی باتیں لگیں۔

سلطان کی نارضی | اس کے بعد سکاری جاسوں نے ان کی کڑی نگرانی شروع کی۔ اور بات بات کی خبر سلطان تک پہنچا لے لگے۔ ایک دن سید صاحب اور عبداللہ ندیم مشہور مصری انشا پرداز کا غذخانہ کی تفریح گاہ میں سیر کر رہے تھے کہ خدیو مصر عباس حلمی پاشا سے ملاقات ہو گئی۔ اور وہاں ایک درخت کے پیچے تقریباً پندرہ منٹ تک بات چیت ہوتی رہی۔ ابوالہدی نے سلطان سے جاکر کہا کہ سید صاحب اور عبداللہ ندیم نے کاغذ خانہ میں عباس حلمی پاشا سے مل کر ان کے ہاتھ پر خلافت کی بعیت کی ہے۔ کوئی اس بات کا بادشاہ کے دل پر کوئی خاص اثر نہ ہوا۔ لیکن جب چند دنوں بعد ایرانی سفیر نے فتحایت کی کہ سید جمال الدین عام مجلس میں شاہ ایران پر نکتہ چینی کرتے رہتے ہیں۔ تو سلطان نے آپ کو بلکہ کہا کہ ایرانی سفیر نے مجھ سے درخواست کی ہے کہ میں تمہارے ساتھ شاہ ایران کے بارے میں بات چیت کروں۔ مجھے چونکہ آپ کی ذات پر بھروسہ تھا۔ اس لئے میں نے اُن سے وعدہ کر لیا کہ سید صاحب شاہ ایران کی مخالفت چھوڑ دیں گے۔

جب میں سلفہ میں یورپ سے آستانہ والپس آیا۔ تو سید صاحب نے مجھے خود یہ واقعہ سنایا۔ ان کی مخالفت یہ تھے کہ:-

”میں نے سلطان کو جواب دیا کہ میں نے فیصل

تھے۔ مجھے اس وقت مشہور فرانسیسی انشا پرداز مطر رو شفور نے بتایا تھا کہ سید صاحب کا قسم طنطنه چیز جانا متناسب نہیں۔ رو شفور جمال الدین سے دلی محبت رکھتا تھا اور ان کا بہت احترام کرتا تھا۔ وہ اپنی کتاب (سیری سوانحمری) میں اپنے خاص اندازہ میں لکھتا ہے کہ ”سید جمال الدین خانوادہ بہوت تھے۔ اور خود بیکریم سے بہت زیادہ مشایہ تھے“ پھر لکھتا ہے کہ ”میرا دل بمحبت کے دھانگے میں بندھ کر ان کی طرف کھنچتا ہے اور میرا دل ہے بھی کچھ اس فرم کا کہ ہر انقلابی محبت وطن اور شخصیت کے خلاف آواز اٹھانے والے شخص کا دوست ہے جانا ہے“۔

جب سید صاحب استنبول پہنچے تو سلطان نے انہیں نشان طاش کے میہمان خانہ میں پھیرا�ا اور ان کے لئے بیش قرار ذلیقہ مقروکیا۔ جہاں سے آپ جمع کے جمع جا کر خلیقہ کے ساتھ ماز پڑھتے تھے۔ چند دنوں کے بعد آپ کے پرانے دشمن سید ابوالہدی صیادی نے سلطان کے سامنے آپ کے عقامہ پر نکتہ چینی کرنی شروع کی۔ اور ان پر کفر و زندقہ کا الزام لگایا۔ یہ لوگ ہمیشہ فلاسفہ کے خلاف اس حربے کو استعمال کرتے چلے آئے ہیں۔

تجھے خوبی ہے کہ سید ابوالہدی نے تین آدمیوں سے سید نصیل علوی حضرت امیر طفا۔ شیخ طارمی طرابی شیخ طریقہ شاذیہ۔ اور سید جمال الدین افناقی۔ کے خلاف ایک اشتہا زکھال۔ جس میں تیوں کو پے شارگھا یاں دی تھیں۔ خاصکہ سید جمال الدین پر الحاد کا نتوی لگایا تھا۔ اس نتوے کے دلائل میں سے ایک دلیل یہ تھی۔ کہ جمال الدین نے ایک دن کہا تھا:-

آناً أَطْوَافُ بِأَهْجَايَا | ”میں بندلر کے درختوں کا ایسا طوف کرتا ہوں۔ جیسے حاجی الْبَشَدَلُرُ طَوَافُ الْجَنَبِيَّ | لوگ کعبہ کا طوف کرتے ہیں“

بِالْكَعْبَةِ۔

نے اس پر غیر معمولی خوشی ظاہر کی اور فرمایا۔ اب شہادت ہوا کہ ایرانی قوم مزدہ نہیں ہے۔ اور اس سے امیدیں بھیستور دیستہ ہیں۔ کیونکہ جس قوم کا ایک فرد المخلک ایک طاغی سے بدلے لے سکتا ہے، اس میں زندگی کے جراثیم مفقوہ نہیں ہو گرتے! اس قسم کی باتیں آپ نے متعدد مجلسوں میں کیں۔ جب فراش کے ایک صورت رسالہ میں قائل کی وہ تصویر شائع ہوئی جس میں اس کو تختہ دار پر لٹکا ہوا دکھایا گیا تھا۔ اور لوگ اس کے گرد جمیع ہو کر اس کو دیکھ رہے تھے، تو آپ

نے فرمایا۔

علوٰ فی الْجَيَّاتِ وَ فِي الْمَمَّاتِ

(الْعَمَرِي تِلْكَ إِحْدَى الْمُجْزَاتِ)

(زندگی میں برلنڈی بخوبی کے بعد سر بلندی بخدا ایک مججزہ ہے) پھر فرمایا۔ دیکھو انہوں نے رضا آقا خان کو کہتا اور پھر چڑھایا ہے۔ اور خود اس کے نیچے کھڑے ہیں۔ گویا اقرار کرتے ہیں کہ اس سے ہبے میں کم تر ہیں۔

سرکاری جاسوس ایک بات کی خبر سلطان کو دیتے تھے۔ باتیں سن کو ان کو یقین ہو گیا کہ سید صاحب نے اپنی ہند پوری کر کے ناصر الدین خان کو قہر نہیں آئا کہ چھوڑا۔

عمرت اجب ناصر الدین شاہ میں سید صاحب کو چھوڑ دیا تھا

اور وہ یورپ چلے گئے تھے۔ تو لوگوں نے ناصر الدین شاہ کو بتایا تھا کہ سید صاحب دوسرے لوگوں سے مل کر اپ کو حکمت سے آئتا باقی تھا کہ کتنا چاہتے ہیں۔ یہ سن کر شاہ ایران آپ کے چھوٹ جانے پر کہوتا یا۔ اور کہا جاتا ہے کہ اس نے سلطان عبد الحمید کو لکھا کہ چال الدین کو بلکہ اپنی نگرانی میں رکھ کر مجھے

اس کے شرپ چاہتے ہیں اسی ملک سلطان نے ابوالعلی سے خط لکھوا کر آپ کو قسطنطینیہ بلوایا اور آپ کی خوب آذ بھالت کی۔ تاکہ آپ شاہ ایران کی وشمنی کو بھول جائیں۔ لیکن تم کہ تقدیر کو روک نہیں سکتی۔ اور جو ہونا تھا، وہ ہو کر رہا۔

نظر بندی اجب سلطان کو یقین ہو گیا کہ شاہ ایران کے

کر لیا تھا کہ شاہ ایران کو قبریں اتار کے چھوڑوں گا۔ میکن ایرانیں کے حکم کے سامنے تسلیم خرم کرتا ہو۔“ سید صاحب پا دشا ہوں کے ساتھ اس لہجہ میں اتفاق کیا کرتے تھے اور اس بات کی پردا نہیں کرتے تھے کہ ان بالوں کا اثر لان کے دل پر کیا ہوتا ہے۔ خاصکر سلطان عبد الحمید تو بڑے باحدار آدمی تھے ملکن ہے انہوں نے اس قفرہ سے کوئی بات سمجھدی تو۔ لیکن کاش کر سید صاحب داشتی شاہ ایران کی ایذا رسانی سے ہاتھ رک بیٹے۔

سید صاحب کا عصمه | چند دنوں بعد سید صاحب نے

دوبارہ عصمه سوار ہوا۔ اور ان میں یہ ایک عیب تھا جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے ان کی خوبیوں کی پردازہ داری کی تھی اور جس کی وجہ سے ان کو متعدد صیبتوں کا سامنا کرنا پڑا۔

شیخ محمد عبده نکھلتے ہیں:-

وَلَكُثُرِيَّا هَاهَدَتْ حَمَّتْ الْجَحَّادَةُ مِسَا ادْفَاتِ آپَكِيْ عَقْلَمِنْدِيْ جَرَعَاتِ مَكَارِيْ فَعَثَّهُ الْفِطَمَةُ۔ | کو بیند کرنی تیری ہو گر کے چھوٹی

شاہ ایران کا قتل | ایک دن سید صاحب کے پاس بابی ہدہ بہب کا ایک پیروکار رضا آقا خان آیا۔ ہوتے دین کے سیخانے میں سید صاحب کا شناسا اور دوست بنا تھا۔ سید صاحب اس سے مل کر بہت خوش ہوئے۔ ادھا کے ساتھ خنوش بیمہکار ایرانیوں کی پذختمی اور ناصر الدین شاہ کے مظالم کا روا رہی کرتے تھے۔ ایک دن اس نے کہا، یہیں قوم پر اپنی جان

قریان کرنے کے لئے تیار ہوں۔ سید صاحب نے فرمایا:-

لَنْ كَانَ لَكَ لَكَ فَأَذْهَبْتُ | اگر یہ تیج ہے تو جا کے دُكَافِعَلَ۔ | کر دکھاؤ!

رضیا آقا خان دہاں سے چلا گیا اور چند ہی ہیئت کے بعد جپکہ ناصر الدین شاہ طہران میں جامع بند المظیم میں آئے تھے۔ اس شخص نے انہیں گولی اور دی اور کہا:-

“بِجَرِّ از دُوستِ جَمَّالِ الدِّينِ”

جب قسطنطینیہ میں اس بات کا چرچا ہوا تو سید صاحب

قصد افلاط طرقی پر کیا گیا۔ بعض کہتے ہیں کہ زخم کو صاف کرنے میں احتساط نہ کی گئی۔ اور مجھے جنوری ۲۰۲۳ء میں لوزان میں پیرس دوست مشہور مستشرق کانت لاؤں اوس روڈ پر امترجم الاحکام السلطانیہ (ملما درودی) نے بتایا کہ جمال الدین میرا دوست تھا۔ انہوں نے آپ سین کے بعد مجھے بلا کر کھا۔ کہ سلطان کا حکم ہے کہ اس کے خاص ڈاکٹر کے سوا کوئی میرا ملاج نہ کرنے پائے۔ لیکن میں دیکھتا ہوں کہ میرا مرض روز بروز بڑھ رہا ہے۔ اس لئے تم کسی آناد یاں پاکیزہ فرانسیسی ڈاکٹر کو بھیج دو۔ تاکہ وہ میرا علاج کرے۔ میں نے ڈاکٹر مارڈی کو بھیج دیا۔ انہوں نے میں پس آگر بنا یا کہ آپ ریشن بلڈ میوا ہے بیز زخم کی صفائی نہیں کی گئی ہے اور ریعن تریب المرك ہے۔ اس کے چند دن بعد سید صاحب نے دفاتر پاپی۔ ڈاکٹر لارڈی اب تک زندہ ہیں اور سو سو سو زیستی کے شہر جنیوا میں مقیم ہیں۔

دندان ساز | ایک دفعہ میں نے سلطان عبدالحیمد خاون کی چھانی کے ایک درباری کو یہ واقعہ سنایا تو اس نے کہا کہ قیزادہ نہایت شرف اور پاکیاز آدمی تھا۔ اس سے اس رذالت کی توقع نہیں ہو سکتی۔ بات یہ تھی کہ ایک عراقی دندان ساز سید صاحب کے دانت صاف کرنے آیا کرتا تھا۔ پولیس نے اس کی خدمات حاصل کر کے اس کو سید صاحب کا دوست نام دشمن بنادیا۔ ایک دفعہ میں نے اس کو سید صاحب نے پاس جانے سے دوکنا چاہا۔ تو پولیس افسر نے مجھے خفیہ اشتہان کیا۔ کہ اس کو مسترد کو معلوم ہیں۔ اسی جراحت نے گیا کہا۔ مگر ناصر الدین شاہ کی دفاتر کے چند مہینوں کے بعد سید صاحب کے گھے میں سلطان ظاہر ہوا۔ آپ ریشن بھی ناکام میلب ثابت ہوا۔ اور آپ جان بحق پر درکھی گئے۔ سید صاحب کی دفاتر کے بعد وہ شخص ہمیشہ اس اور عنکین رہا کہ راتھا جس سے ہمیں حقیقی ہو گیا کہ سید صاحب کے قتل میں ضرور اس کا ہاتھ تھا۔ اور اب اس کی ضمیر اس کو لامست کرہی ہے۔ لیکن میں

قتل ہوئے میں سید صاحب کا ہاتھ تھا۔ تو انہوں نے آپ کی کردی نگرانی خروج کی۔ اور حکم صادر کیا کہ شاہی اچانت کے پیغمبر کوئی شخص سید صاحب سے ملنے نہ پائے چنانچہ، اپنے مکان میں نظر پر ہو گئے۔ اوہر حکومت ایران کی تفتیش سے ثابت ہوا کہ ناصر الدین شاہ کے قتل میں ایک دوسرے ہذا آتا خان ایرانی شیخ ایضاً ہم بعدادی اور سید جمال الدین کا ہاتھ تھا۔ انہوں نے باب عالی سے درخواست کی کہ پہ تینوں ملکوں ہمارے حوالے کر دیئے جائیں۔ سلطان نے سید جمال الدین کو قوانین کے حوالے کر دیئے جائیں۔ کہ باقی دونوں شخص ان کے حوالے ہوئے اور قتل کر دیئے گئے۔ پاس ناموس اسلام | جب سید صاحب نظر پر ہندی تھے تسلی آگئے تو آپ نے انگریزی سفیر مورسیں کو کہلا بھیجا۔ کہ مجھے کسی چیز پر سوال کر کے یہاں سے بکال بھیجیے۔ اس نے آپ کو نکال لیئے کا وعدہ کر لیا۔ سلطان کو سلطوم ہوا تو اس نے ایک حباب (وزیر) کو آپ کے پاس بھیجا۔ جس نے آپ کو تسلی دی اور کہا کہ آپ غیر مسلموں کی حمایت میں جاکر خلیفہ کی عزت کو بہت زدگیز آپ نے سامان سفر بازدھہ بیا ھا۔ لیکن اسلام کی عزت کی خاطر آپ نے مورسیں کو کہلا بھیجا کہ میں نے سفر کا ارادہ ملتی کر دیا جو ہو گا دیکھا جائے گا۔

بیماری اور وفات | اس کے باوجود آپ کی نگرانی بڑی سختی سے جاری ہی اور چند مہینوں کے بعد آپ کے گلے میں سلطان کا مرض ظاہر ہوا۔ سلطان نے قصر شاہی کے ہر سے ڈاکٹر قیزادہ اسکندر پاشا کو علاج کے لئے مقرر کیا۔ جو باڈشاہ کے متربین خاص میں سے تھا۔ انہوں نے آپ ریشن کیا جو کامیاب ثابت نہ ہوا۔ اور چند دنوں کے بعد آپ کی وجہ ملاءٹی میں پہنچ گئی۔

آفوہیں | اس سے لوگوں میں طرح طرح کی پھیلگوں پیاس ہوئے تھیں۔ کیونکہ یہ واقعہ شاہ ایران کے قتل ہونے کے پہنچ میں کے بعد پیش آیا تھا اور کوئی تہمت نہ ہے کہ آپ ریشن

یقینی طور پر تھیں کہ سکتا۔ کہ وہ سید صاحب کے مرض کو پیدا کرنے یا رحم کو بکار نہ میں شرکیے تھا۔ اتنا حضور کہوں گا کہ وہ ایک سرکاری بخوبی تھا۔ جو سید جمال الدین کی نگرانی سکنے کے لئے مقرر کیا گیا تھا۔

سید صاحب نے ۶ ماہ پچ ۱۸۹۷ء کو وفات پائی۔ نشان طاش کے جامع تشویقیہ میں نماز جنازہ ادا کی گئی اور پاس کے مقبرہ میں دفن ہوئے۔

سید صاحب سے ایک وفہ پر سے والپس آنے کے میری ملاقات بعد ہنس نے فلسطینیہ میں سید صاحب کے پاس قیام کیا۔ اپنے بھر سے پوچھا کہ یورپ والوں کی حالت دیکھ کر تم نے ان کے متعلق کیا رہتے قائم کی ہے۔ میری عمر اس وقت یا یہیں سال کے قریب تھی میں ان کی بندش خصیت سے مردوب ہو گیا اور جواب دینے سے چکچاٹنے لگا۔ یہ دمکھ کر آپ اُنھے میری راتہ پکڑا اور کہا۔ دیتا ہوں جس نے مجھے خوف کو پیدا کیا۔ آناً اُهْنَى أَرْجَنَ الْأَسْلَامَ الْيَقِينَ [میں اسلام کی اسر زین کو مبارکاً آنہست نہ کا۔]

یہ جملہ لوگوں میں بہت مشہور ہو گیا۔ میکن میں سمجھتا ہوں کہ اس طرح انہوں نے میری حوصلہ افزائی کرنی چاہی تھی۔ (تھیں بلکہ اس مردم نہ نہ کس بزرگ کی نظر سے کوئی جو ہر قابل جھپٹا نہیں رہ سکتا تھا۔ ترجم)

سید صاحب کی بائیت نظری ایک دفعہ میں نے ان سے ذکر کیا کہ ایک امریکن اخبار نے سوال کیا تھا کہ کیا واقعی عربوں نے امریکہ دریافت کرنے کے لئے دکوبیں سے صدیں پہنچے، بحر اطلانتک کو عبور کیا تھا؟ اور گیا عربوں کے پاس اس کا کوئی ثبوت موجود ہے؟ اس سوال کو نشوہ ابو عیوب پروت "ت" عربی میں ترجمہ کر کے شائع کیا۔ میں نے پرس سے اس کا جواب نکھلا اور شرطیہ اوریسی کی کتاب "نزہۃ المشتاق علی الحلوانی" سے "الإفاق" سے "الإخوة المغاربة" میں "کادا قسم نقل کر کے" کحمد یا۔ اس جواب کو نشوہ اسیویہ تقریباً تمام عربی اخبارات

نے نقل کیا۔

جب میں نے یہ واقعہ سنایا تو سید صاحب نے فرمایا۔ میں ان بالوں سے مسلمانوں کو خوش کرنا پسند نہیں کرتا۔ کیونکہ جب ان ہے کہا جاتا ہے کہ انسان بتو، تو کہتے ہیں کہ ہمارے باپ وادا بڑے عالیٰ رتبہ انسان تھے۔ یہ لوگ اپنے باپ وادا کے کارنا مولی کو دہرا دہرا کر مزے لیتے ہیں اور یہ نہیں سمجھتے کہ باپ وادا کی بذریگی ان کی گم نامی اور ذلت کو دو نہیں کر سکتی۔ ایک انسان جب خوبصورت محل پناہ کر اس میں عیش و قشم کا سارا سامان مہیا کرتا ہے تو اس کے بعد چاہتا ہے کہ اس کو سچائی کے واسطے فلاں ملک کا فلاں تھغہ بھی لے آئے۔ اور اس میں فلاں قسم کے کیا بہتر بھی سکھ دے اور اس کے باشچے کے لئے فلاں پودا اور فلاں بھپول بھی ہتھیا کر لے۔ لیکن اگر کھان گر لے ہو۔ اس کا پلاسٹر جبڑہ چکا ہو مادہ اس کی چھپیں چھٹ گئی ہوں۔ اور مالک مکان اس کی مرمت پر قادر نہ ہو۔ تو کیا اس کے دل میں اس کو محیب و غریب سامان سے بجا لے کا خیال بھی پیدا ہو سکتا ہے؟

لعمہ خواراق تھن اخونز تھے | بچھے بچی جان کی نسم جس کے السر فری سیات لا حاجتہ | پاس ضوری سامن بھی نہ ہو دن کو پیدا کی ای اکیلیت کی کوئی صورت نہیں!

پھر فرمائے لئے۔ میرا مطلب یہ نہیں کہ تم نے مھین کھکھ کوئی بڑی خدمت انجام نہیں دیتے۔ بلکہ میں یہ کہنا پاہتا ہوں کہ مشرقی قومیں بہت زیادہ گرچکی ہیں اور جب پیڈلت کا عذ پیش کرتی ہیں تو کہتی ہیں۔ کیا تم کو ہمارے باپ وادا کے کارنا سے معلوم نہیں؟ ہاں معلوم ہیں۔ انتہا سے باپ وادا آدمی تھے۔ لیکن تم چہ ہو سو ہو اور جب تک ان جیسے کام نہ کر سکو۔ قبیلیں ان کے کارنا مولیں پر خیز کرنے سے شرم آنے لگا۔ ایک محیب تجویز اسلام کی وجود و حالت پر ان کا دل نہ تباہ درو مند تھا۔ کہ اس موضع پر ان کو محیب و غریب خالات سو سمجھتے تھے۔ ایک دفعہ قرارے لئے، مسلمانوں کے اعلانیہ

لَمْ يَتَدْخُلْ رُوْجَهُ الْفَلْسَفَةِ | اُس اہمت میں اب تک فلسفہ کی بُعْد
فِي هَذِهِ الْأَمْكَانِ۔ | پیدا نہیں ہوئی۔

مُتَكَبِّرٌ يَعْلَمُ كَمْ لَمْ يَعْلَمُ فَلْسَفَةَ | وَسَعَ آلُ دَادِيِّ كَمْ حِقْيَتَ
نَهِيْنَ فَلَسْفِيُولُونَ كَدَلِ قَوْدَسِيِّ بَاتُونَ مَيْسَ شَغْلَ رَهَا كَرَتَهُ مَيْنَ۔

نَهْدَهُ مَالِ دَوْلَتِ كَمْيَ اَدْرِيْجَهُرَسِ بَشَّارَهُ وَقَعْتَ نَهِيْنَ دَيْتَ
تَحْتَهُ اَسْتِيْبُولُ مَيْنَ اَنَّ كَأَيْكَ مَازِمَ تَحَا جَسَ كَهَاتِهِ مَيْنَ سَارَا

حَسَابَ رَهَتَهَا تَحَا خَوْدَانَ كَوَآدَهُ وَضَرَبَ كَمْ مَعْلُونَ كَهَنِيْنَ حَلَمَ تَحَا
عَهْدَهُ اَوْتَعَهُ قَبُولَ | ایک دفعہ سلطان نے آپ کو قاضی و مکر
نَهِيْنَ كَرَتَهُ تَحَا | کامِ عہدہ دینا چاہا۔ آپ نے اس عہدے

ادراس کے زد کار بیاس کو پہنچنے سے انکار کیا۔

آپ نے غریب ہر چیز کوئی تجویز قبول نہیں کیا۔ میں نے اس کا
سبب دریافت کیا تو فرمایا:-

اَنْوَقَ تَكَالِمَعْلُونَ تَحَلَّ | کیا نَسَنَ خَجَرَكَ طَرَحَ سَيْنَهُ پَكْنِيْشَا
عَلَى اَصْنَدَهُ تَهْلَلَاجَلَ | شَكَا تَاجِرُونَ؟

خلاصہ یہ کہ وہ ترغیب و تبریب دونوں سے رام ہونے والے
نہیں تھے۔ یکونکہ دنیا کے زرافت کی طرف آنکہ المعاشر ہی نہیں
دیکھتے تھے۔ اور وہ کو تو ان کے دل میں داخل ہونے کا راست
بھی نہیں مل سکتا تھا۔ ان کو تصنیف و تالیف کا شوق نہیں تھا
یکونکہ وہ مؤلف اُمّہ اور حصہ مالک تھے۔

شمس اللہ علیم | فَمِنْ يَقْتَمِنْ بَحَارَ (ولانا، آئین افتخاری) نے اپنے

ایک مطبوعہ رسالہ سید جمال الدین افتخاری کے
صلہ پرستی جمال الدین فتحی افتخاری کے متعدد ایک تکریزہ غائب پر قیسہ

بڑاون، کے اس قتل کی تردید میں کو سید جمال الدین افتخاری بابی زبرہ
کے ایک علیل القدر واعی تھے۔ سید صاحب کے رسالہ "بُحْرِیت" سے
بابیوں کی مذمت میں ایک عبارت نقل فرمائی ہے اور اسکے بعد

دائرۃ المعارف بدرس بستانی کے عوالہ سے تحریر فرمایا ہے کہ سید عطا
با بیرون کو نعمت کی گماہ سے دیکھتے تھے۔ لیکن اسکے غلاف ایم شیپٹ بائیں

نے اپنے مضمون میں جس کا ترجیح مولانا آئین افتخاری کے قلم سے اور پر
درج ہو چکا تکھجا ہے کہ "بابی زبرہ کا ایک پرووف نسیب کا ایک آفیا خان (ماقی صافیہ)"

بُرْجِیْکِ ہیں کہ جب تک نئی نسل پیدا نہ کی جائے، ان کی صلاح
نہیں ہو سکتی۔ کاش بارہ سال کی عمر سے اوپر کے سب لوگ
باقی زندہ رہتے۔ اور بچوں کوئی تربیت دے کر سلامتی کے راستے
پر ڈالا جاسکتا۔

ایک دفعہ فرمایا۔ مسلمانوں میں اخلاق نہیں رہے۔ دیکھو
محمود سای پات باور دی جیسے ذمہ دار شخص اور بہترین مسلمان
نے بھی یہ مرے ساتھ و عده خلافی کی۔

ایک دفعہ فرمایا مسلمانوں کی تہمت ٹوٹ گئی ہے۔ ان کی
عزیزیت سوچکی ہے، ان کے دل مرگے ہیں اور ان میں صرف
ایک چیز باقی رہ گئی۔ **نفسانی خواہشات!**

مسلمانوں کے متعدد ان کے ریاض کہیت سخت اسلئے
ہوا کرتے تھے کہ وہ دل و جان سے چاہتے تھے کہ یہ قوم دو یا ۳
اپنی کھوئی ہوئی عظمت حاصل کر سکے۔ اور اس روشنی کے زمانہ
میں عملت کی نیزد سے بیدار ہو جائے۔

جن لوگوں نے "العروة الوثقى" کے پہنچے پڑھے ہیں
وہ جانتے ہیں کہ انہوں نے چالیس سال پہلے مسلمانوں کے
مستقبل کے متعلق کیسی سچی پیشیں گویاں کی نہیں۔ گویا وہ
مستقبل کے واقعات کو ایک آئینہ کے ذریعے دیکھ رہے تھے۔
سید صاحب کا کیر کسر | سید صاحب کامل فلسفی اور عالم

پاہل تھے۔ وہی کہتے تھے، جو خود کرتے تھے اور جو جانتے تھے اس پر
عمل ضرور کرتے تھے۔ نفسانی خواہشات سے کو سوں دوڑ تھے۔

صرف عقلی اور روحانی لذات میں مگر رہتے تھے سلطان عبد الحمید
خان نے ان کو تکاح کرنے کی ترغیب دی۔ آپ نے انکار کرتے
ہوئے فرمایا کہ میں ساری عمر تو ایک پرندے کی طرح ہمیشیوں پر
گناہ دی۔ اب آخری عمر میں اس محییلے میں پڑ کر کیا حاصل کر لےں گا۔

ایک طیفہ | ایک رات میں ان کے ہاں ٹھیڑا ہوا تھا۔ ایک
مشقی نے آپ سے کہا۔ آپ شادی کیوں نہیں کرتے تاکہ آپ کی
نیک اولاد پیدا ہو اے۔ ملک دلت کی خدمت کرے۔ آپ کو ان
کی بیوی بات پسند نہ کئی۔ جب وہ اٹھ کر چلے گئے تو آپ نے فرمایا:-

اسلامی تہذیب اور مغربی تہذیب

(از مولانا سید سیدح الدین صاحب کا کامل خلیج جام سجدہ شکر درہ منصب کوہاٹ)

(بسطہ شمس الاسلام ۱۹۷۳ء فرمودی)

۱۲

بھی کوئی شے ہے اور آفتاب نصف النہار سے بھی زیادہ درخت
حقیقت کو داہم دخیلات کا ایک تراشیدہ مفروضہ اور بالا صدق
سھروں سمجھ رہا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتا ہے :

”مسلم قوم کے دجوہ کا خیال چند لوگوں کی قوت
واہم کا کر شہ ہے۔ اگر انجارات اس خیال کو اس
قد شہرت نہ دیتے تو یہ نام بھی بہت کم لوگوں
نے سنا ہوتا۔“

پھر ارشاد ہوتا ہے :-

”یہ نے یہ سمجھنے کی ہفت کوشش کی کہ اگر
اسلامی تہذیب ہے گیا؟ لیکن یہیں اس میں کامیاب
نہ ہوا۔“ (بجوہ انجار میتھی بکھور، ارفوڑی
مشکل ذیل عنوان ”مسلمان کیا گریں“)

اس میں اس کا کچھ زیادہ تصور نہیں ہے۔ جبکہ اسلامی تہذیب
و تہذیک کی خلافت اور مسلم قوم کے مستقل وجود اور ممتاز حیثیت
کو برقرار رکھنے کا مطالبہ کرنے والے فرسے الفاظ کے سوا

قصد یہ ہے کہ جب تک مسلمان لیڈر اور قومی رہنماؤں عملی
طور سے اسلامی تہذیب و تہذیک کو اختیار نہ کریں، دوسری طور
سے اس چیز کو ہرگز منو انہیں سکتے۔ مگر ان کی اپنی حالت ہی نیک
نہیں۔

و صحن میں قم ہونصارے تو تمدن میں نہود
یہ مسلمان ہیں جنہیں دیکھ کے شرماں ہیں یہود

کوئی مغربی اور فرنگی تہذیب و تہذیک کا عاشق ہے اس اسی
میں قوم کی خیر خواہی اسے لظر آہی ہے اور کوئی مہندو تہذیب کو
سرماہر قبول کریے گا زندگی جی کے رنگیں رنگے جائے کو قوبیت و
قوم پروری کا معراج کمال سمجھ رہا ہے۔ ارشاد فرنگی ”لایزاں طائفہ
من اصتقی ظاہر ہیں علی الحق لا يضر هدم من خذلھہ“ کے
مصداق حضرات علماء کرام کی جماعت حق کے سو سماجع اسلامی
تہذیب کا نونز کوئی بھی بیش نہیں کر سکتا اور خود ہماری اس بے
اتفاقی اور تناقض کیشی کا تیزج سمجھے کہ جو اہر فال تہذیب سے
سے اس حقیقت کے منکر ہو گئے کو صاف ہستی پر اسلامی تہذیب

سے پیدا ہوتی ہے کہ جب رضا آفغان بانی کو ناصر الدین شاہ کے قتل
کی باداش میں پاشی پر لٹکایا گیا اور اسکی رو تعمیر جیں ہر کوئی خدا وار
پڑھ کھایا گیا تھا پسید صاحب نے ویکھ کرنا کہ ”ذنکی اور روت مکے
بعابر ہنسنی، اب جدا یہ ایک بحر جو ہے۔“ ایک زندگی بلکہ مردگی کی نسبت
اس قسم کے محبیں الفاظ کا استعمال خت نگوار معلوم ہوتا ہے ”ذنگی
ادموٹ کے بعد سر ہنسنی“ لی تاویل اگر کبھی بھی جائے تو اسے بھروسہ۔

تعییہ صنگ سید صاحب کا دوست تھا اور سید صاحب اس سے
بلکہ بہت خوش ہوئے۔ ایک عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ سید صنگ
کو بابیوں سے نفرت تھی اور دوسری عبارت سے ثابت ہوتا ہے
کہ بابی سید صاحب کے دوست تھے۔ فاصلہ مضمون بخلاف اس
سید کو حل فرمائیں۔

اں مضمون کے طالعہ کے بعد دل میں دوسری کملک اس دفعہ

جا یں۔ دُوراز کار تو جیوں کو استھان میں لایا جائے اور نگھڑت تاویلوں سے کام بیا جائے۔

جب اسلامی تہذیب کی بتار الہی تعلیمات اور وحی آسمانی پر ہے۔ تو وہ حق دھدات ہے باطل نہیں۔ آنکہ دنشدہ کی طرح نور و نورانیت ہے، تایکی و فلکت نہیں اور آہی طرح وہ بہ رفع باطل سے متاز رہنا چاہتا ہے جس طرح ایک بینا نایباً سے دن کی عالمی روشنی، بیش تر کی تبرہت تایکیوں سے، وہ ہو گئے سائے سے اور ایک چلتا پھر تازدہ بے حس و حرکت مردے سے "وما یستوی الا عینی والبصیر ولا اظہمات ولا النور ولا انظل ولا الود" وہا یستوی الاحیاء ولا الاموات" اور آہی وجہ سے اسلامی عقائد و اخلاق اعمال و اطوار کی عوشنائی اور فلکی خوبصورتی تقاضا کر ہی ہے کہ اسی حسین و حبیل پیکر کو غیر اسلامی اوضاع و اطوار، عقائد و اخلاق و اعمال و عادات کی پہلی اور قبیح صورات کے ساتھ خلط ملکر لئے سے بچایا جائے اور اس پرستان میں کسی دیو کو فدہ بھر جی ہی وخل دینے کا موقع نہ دیا جائے۔ کیونکہ فطرۃ ان وہ متضاد تھیقوں میں صحیح و آشتی مکن نہیں اور ان کے درمیان کہی تھم کا اتحاد و توفیق اور کسی مرح کی ہم آہنگی و یک جھنچی ہونہیں سکتی۔ اور اگر اس پلاکت فلکیز چیز یعنی اختلاط والتباس کا سند باب نیکیا اور اس تناقض و تضاد سے پشم پوشی کی تھی تو اس کا اثر یہ ہو گا کہ رفتہ رفتہ حق کی روشنی پہل کی ان تاریکیوں میں آپ کی نظریوں سے اوپیل ہو جائے گی اور یعنی و حبیل پھر سے پروغن قاذکتے لئے رشت روئی و بد نمائی حسن جمال کی جگہ لے لیکی۔ اس حق و باطل اور نور و غلٹت کے درمیان فصلہ کرنے والے فرقان حبیدا نے بندگان خدا کو یہ حکم دیا "ولا تطبوا الحق بالباطل و تکتموا الحق و اذته تعلمون" رترجمہ "حق کو باطل میں مت ملاو اور جانتے بوجھتے حق کو مت پھیا"؛ پس پشمہ اسلام کے آب صافی کو قہر می کر دو تو اور تمام آفاؤشوں سے ہمیشہ کے لئے پاک و صاف رکھنے کے لئے نہیں اسلام کا ایک بنیادی حکم ہے، کہ اس دین حنیف کا نام یوازنگی کے ہر شعبے میں غیر مسلم سے ممتاز و متفاوت ہے اور تمام باطل ادیان و ملل سے

خود کوئی عملی نونہ پیش نہیں کرتے اور ہمارا قائد و سردار اسلامی تہذیب و فضوصیبات کے لئے اُن سے لڑتے ہجڑتے وقت انہیں شکل و صورت و صنع و قطعہ میں اپنے سے کوئی متاز نہیں آتا۔ اور یہ ملت خود ہمارے ہاتھوں ہو رہی ہے کہ سے جس کو ہم نے آشنا ذوق ملکم سے کیا:

اس حریف بے زبان کی گرم لفتاری جھیل کھ دا قہہ یہ ہے کہ اسلامی تہذیب و تمدن اور اسلامی معاشرت کے قواعد و ضوابط نفس الامری حقیقت ہے۔ نہ قوت و اہم کا کر شہر ہے اور نہ صرف تھیلائی نظریہ اور وہ کوئی ایسی شے بھی نہیں کہ کسی انسان یا انسانوں کے کسی گردہ دھمکت نہ صرف اپنی محمد دعقل و ذکر سے کام لیکر اور بارگاہ ایزدی کی پڑایات والوں سے بے نیاز ہو کر ان قوانین و ضوابط کی تشکیل کی ہو۔ بلکہ وہ انسانی زندگی کے تمام شجوں کی صلاح کا ایک بہترین لگوئے عمل ہے۔ ایک جامع و مترقب مفید قانون ہے تمام انسانوں کی دائی فلاح و ہبہ دادرا من و سلطنتی کے ہموں کا ایک سمجھو ہے جس کو خود خالق کائنات نے یقین بڑی کے سرتاب، مکارم اخلاق کے شکم و معلم خاتم انبیاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ اپنی مخلوقات کی ہمایت کے لئے نازل فرمایا۔ اور اس بڑی کرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تیس سالا زندگی کے عرصے میں اس کی تشریع و توضیح علی طور سے کچھ ایسے بہترین انساں میں کی کہ رذیقات ملک مسلمانیت حق کے لئے صاف و روشن طریقہ چھوڑ گئے؛ بعثت بالحنینیۃ السمحۃ البیهقیاء یہیہا و نہارہا سوائے "پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس تیس سالا زندگی کا ہر شعبہ صحیح اسلامی تہذیب و تمدن کا مصدقہ ہے اور بھی چیز ان تعلیمات ان اعمال واقوال آسی طرزہ منہج سے مختلف و مخالف ہو۔ وہ سرسر غیر اسلامی ناروا بردود و غیر مقبول ہے اور پہل دگوہی "من احمد شفی امرہ فہذا ما لیس منه فہو ر" اور "کل بدل عزیز ضلالۃ و کل ضلالۃ فی النار" اگرچہ اس کو اسلامی اور نہ ہبی چیز ثابت کرنے کے لئے ہزار چیلے جو لوگے کے

او ناصح مشفق بن کر قوم کو خواگ و پشاگ و او صناع و اطوار، رختار و گفار و نشست و برمخاست و خلاالت و انکھار بین اپنی اسلامی اور شرقی روایات کو چھوڑ کر لگنیر جیسے ہونے کا مشورہ دیا۔ بلکہ ان کا ساز انصاف تعیم اسی مقصد کےصول ہی کے نئے و صنع کیا گی تھا۔ اور آج تک اس کی رحمانی ذریت میں وہ بہب کی اس تحکم عمارت کو دھاری ہے! مجھ بیو تو تمہارا ملک میں!“ برعکس نہ تندازم زندگی کا فور۔ آئی سردیہ نے تہذیب الاخلاق“ کے بہت سے صفحات اسی کے تعلق سیاہ کر دیئے ہیں اعدانِ عدل الٰہ کی جن پر اس سند کا دار و دار ہے ایسی دو راز کار اور من گھڑت تاد میں بیان کی ہیں جنہیں آیات و احادیث کی صحیح تکذیب قرار دیا جا سکتے ہے جس طرح قاسم العلوم والجیزات حضرت مولانا محمد قاسم صاحب ناظر تدی نوز الدلدر مرقدہ باقی دارالعلوم دیر بندھنے سید صاحب نے زانغ اعزام تعاون کے تفصیل کی کوشش کی اور اسکا کچھ نوہ ”تصصیۃ العقامۃ“ کی شکل میں آج بھی موجود ہے۔ اسی طرح اُن کے بیرونیہ حضرت مولانا محمد طیب صاحب زید مجددہ مہتمم دارالعلوم دیوبندیے رسالہ ”التشبیہ فی الاسلام“ تصنیف کر کے اُن سفر میں کو بوجہ احسن اس رسالہ کی صورت میں ادا کر دیا۔ جس میں سند الشبیہ بالکفار کی اہمیت اس کی اشریعی اور عقلی جیشیت، اس کے نشان و آخذ، اس کے فقہی درجات، پھر اس کے قدرتی نتائج پر پر عقل سلیم اور نقل صحیح سے روشنی ڈالی گئی ہے اور سرستید اس کی ذریت کے تمام اصولی دفعوی شبهات و خلفات کا استیصال کیا گیا ہے۔ اپنے موصوع کے اعتبار سے نہایت مفہید اور مددل رسالہ ہے۔ پس جو نصاف پسند اور حق طلب، اس سند کی تہک بہنچا اور نہ ہی نقطہ نظر سے اس چیز کی اہمیت و جیشیت سے خبردار ہونا چاہتے ہوں، وہ اس رسالے کا بخوبی مطالعہ فرمائیں۔ مسئلہ تشبیہ کی اہمیت اسی موقع پہنچا جاتی اشارات پر اکتفا کرتا ہوں۔ سلیمانقطہ اصحاب کی سیدہ دو حوالے کے نئے یہ بھی بہت کچھ ہے۔ اور زانغین و نغمہ دین اشقاہ اولیٰ کے لئے وفتر کے دفتر آج و بیکار!

بالکلیہ مقتدہ جوڑ کر ایک یعنی ذاتہ واحد کا پیٹ ستارہ ہو اور ایک یعنی متفقین کے وائیں کو اپناہ ستور الحعل ہنا کر صحیح محتوی ہیں یعنی ”حیف“ بن جاتے۔ اور اپنے آپ کو سراہ اسلامی نگہ میں سنگے۔ ”یا یہاں الذین امنوا ادخلو فی السلوک افادۃ و لاتنتعوا خطوط انشیطات اندہ لکھ عذ و مبین“ (ترجمہ) اسے ایمان والواد داخل ہو جاؤ اسلام میں پورے اور مت چلو شیطان کے قدموں پر بے شک وہ تمہارا صیغہ و شمن ہے ”صبغۃ اللہ وہ من احسن هن اللہ مبغثہ و محبہ“ عابد و عنۃ (ترجمہ) ہم نے قبول کر لیا۔ تک اللہ کا۔ اس کا رنگ ہتر ہے اللہ کے رنگ سے اور ہم اسی کی بنسکی کرتے ہیں ”آفہ اسی طرح نہ سب اسلام پاہتا ہے کہ مسلمانوں کی قومیت اپنے خصائص و عالم کی خواص کر سے اور دوسروی قومیتوں سے ملتبسی ہو جاتے اور اسی وجہ سے ”لتبہ بالغیر“ کی حرمت پر بربیت، مقدسہ میں مخصوص ہو گئی اور سرکار مدنی محظی اللہ علیہ و اولاد مسلم کا فراہن صادر ہوا کہ من تشبیہ بقوم خبوم نہم“ مسئلہ تشبیہ کی اہمیت ابیادی اور اس سند ہونے کی وجہ سے قرآن حکیم کی آیات بتیا تھیں، میں خداوند تعالیٰ نے اور ذخیرہ خاد میں جناب رسول اللہ علیہ اور علیہ وسلم نے اور ان کے بعد خلفاء راشدین صحابہ کرام تابعین و تبع تابعین ائمہ فقیہ اور رسیب حاملین شریعت صحفویہ نے اپنے اپنے نماز اور ایم و لہجہ میں مسلمانوں کو تشبیہ بانیہرست روکنے کا حکم فرمایا۔ اور مختلف اسلامی بیان سے اس کی مضرات و مذاکت انگیزوں کا ذکر کر کے باز رکھنے کی کوشش کی گئی۔ علماء اسلام نے اس مسئلہ پر خاص توجہ فرمائی اور مددل مضامین تحریر فرائسے مجموعی کے ساتھ ساتھ رہنمائی دین و دینان نے بھی ہر زمان میں یعنی تحقیق مکت جیسا یار، پیدا کر کے اس مسئلہ کی اہمیت اور شرعی جیشیت گھٹھانے کی کوشش کی ہے۔ ہندوستان کی سر زمین سے اسلامی تہذیب و رہنمی کو نابود کر کے انگریزی وضن و قطع اور خوبی تہذیب و تمدن کو راجح کر کے دے سرستید لے بھی اپنی سانی بخت اسی میں تصرف کی ہے۔

سے متاز اور باہم متنازع حقیقتیں ہیں۔ نہبہ اسلام کے عقائد و اخلاق، اعمال و اطوار، اکفر و شرک کے عقائد و اخلاق، اعمال و اطوار سے متاز حیثیت رکھتے ہیں۔ پس فرمودی ہے کہ اسلامی حقیقت اپنی جدگانہ شکل و صورت میں ضغوط ہستی پر جلوہ گزی ہے اور کفر کی حقیقت کسی دوسرے پریامے میں اپنا مظاہرہ کرتی ہے۔ اسلام کی روشنی توانیت کی شکل میں ہنوز افگن ہو۔ اور کفر کی تاویل اور اس شب تاریخی ظلمات سے یہ عالم گیر روشنی ہر طرح سے متاز اور چدار ہے اور ہر مسلمان اور مسلمانوں کی ساری قوم کی زندگی کے ہر شے میں ایسی امتیازی شان کی جگلک نہایت ضروری ہے۔ جو ان کے متنازع کا فرادا اور کافروں کی قوم کی زندگی کے ہر شے سے ان کو چدار کرے۔ اور فکل و صورت اور پیر اپنی قبور کی حیثیت سے ان دو مختلف حقیقتوں میں کسی طرح اختلاط و التباس و اتعاب ہو۔ اسلام ایک نہایت ہی کامل و مکمل جامن دمانع، ناقابل تبلیغ و مستور عمل کا عنوان ہے۔ زندگی کے تمام شعبوں کو جامیعت کے ساتھ احاطہ کر لینا اور اپنے وسیع دائرے میں ان سب کتابتیں کمال و نمانم سے لے لینا اسی نہبہ مقدم کا خاصہ ہے۔ تمام دینی و دینوی کملات و منافع اور فلاح و بہبود کے ہمول اسی نہبہ نے اپنے اندیزیت لئے ہیں اور اس نے بالگا و ایندھی میں صرف ہی مقبول و منظر ہے اور خالق کائنات تک پہنچانے والا بس بھی ایک ہی شاہرا و عام "الیوم الکملت نکد دینکو و اتمت علیکم کو تعمی و رہنمیت نکد الاسلام دینا" "ان الدین عن دلہ الاسلام" و من یتبغ غیر الاسلام دینا فلن یُقبل منه" (آلیات)

اور اسی جامیعت کا اثر ہے کہ اسلام نے ہادی، اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی عملی زندگی کے ذریعہ اپنی حقیقت کی خاہبری شکل و صورت کو اسوہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت میں دنیا کے سامنے پیش کیا اور ہر یا کم و مطلوب ہر صورت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے عالم افائم کرنے دنیا کو دکھلادی۔ صورت ویرت عادت و عبادت، آداب و اخلاق، تہذیب و معاشرت،

مسئلہ تشبیہ کی
شخونی حقیقتیں ایک دوسرے سے ہر طرح کی متاز اور جدا ہدا واقع ہوئی ہیں۔ پتھر کی حقیقت لکڑی سے اور لکڑی کی حقیقت لوہے سے متانہ ہے۔ گھوڑے گھٹے کی حقیقت و ماہیت بیل بکری کی حقیقت و ماہیت سے جدا گانہ ہے۔ اور اشرف المخلوقات حضرت انسان ان سب سے علیحدہ ایک مستقل ہے۔ جو اپنے اداک و شعور نطق و تعقل کے نصول و خصائص کی بدولت سادے مشارکات عینی سے متاز ہے۔ اور اسی طرح دن دم دیں حقیقتِ نوئی کے اتحاد و توافق کے باوجود صاف اختلاف و تفرقی موجود ہے جس کی بنابردار دنواز کے اسماء و تعبیرات اور احکام میں تغییر و تفاوت رونما ہو گیا ہے۔ اغراض ہی کوچھ ہے۔ زور کی حقیقت فلکت سے جداب ہے اور سیاہی سفیدی سے متاز۔ لکھ حقیقتوں کا یہ اختلاف و تنویر ان کی مخصوص اشکال اور رنگ و روپ کے باہمی امتیاز میں ظاہر ہو جایا گرتا ہے۔ اور خداۓ حکیم و قادر کی بے پایا جلت نے ہر حقیقت کو اس کے مناسب پیرا یہ اور ہر باطن کو اس کے شایان شان ظاہر بخشتا ہے۔ پس اس کائنات عالم کی ہر حقیقت جو دوسرے سے متاز ہوئی ہے وہ اپنی جدگانہ شکل میں ظہور کرتی ہے۔ اور اسی مخالف صورتوں کی بدولت دنیا کی انسان کا امتیاز یا وجود قائم رہتا ہے۔ پس الگ اہم انسان کی حقیقت کو تلاش کرنا چاہیں تو وہ ہمیں انسان کی اس مخصوص قدومنات شکل و شبیہ است میں ہے۔ اور گھوڑے گھٹے کی حقیقت کو ان کی مخصوص اور امتیازی شکل و صورت میں پائیں گے۔ یہیں ہو سکتا کہ گھٹے کی حقیقت انسان کی شکل میں ظہور پر پر ہو اور انسان کی حقیقت ایک گھٹے کی صورت میں اپنی رونمائی اور جلوہ اڑانی کرتے۔ اور اس لئے ہم کبھی پتھر کی بخشج کرتے وقت دھوکے میں لکڑی اٹھانہیں لاتے لاؤ گھٹے کو دیکھ کر ہم آسے اداک و شعور رکھنے والا انسان نہیں سمجھتے۔ اندر من سی طرح حلال و کفر، حلال و بالطل اہمیت و مظلالت، صدق و کذب، بزرگ

پھر وہ کسی غیر کی چیز کو اپنے اندر دخل انداز نہ ہونے دے اور وہ اپنے پیروؤں کو ضرور حکم دے گی کہ کسی مہموں سے معوی شے میں بھی غیر مذہب اور غیر اسلامی اقوام کے اشتات کو قبول نہ کیا جائے اور شریعت تبلیغی ہے کہ غیر کے مہموں اشتات کو بھی جگہ دے دینا اهدان سے حصہ پوشی کر کے فافل ہو جانا انجام کے اعتبار سے نہایت ضرور حقيقة اسلامی کے منافی ہے۔ اور اس نے یہ حرام و نما جائز ہے اور مسلمان کی شان سے بعدہ اور مہیٰ معنی ہے تشبیہ بالغیر کا جس کی حرمت وجہ اس کا مسئلہ اسلامی تہذیب و تنذن کے بغاہ و تحفظ کے لئے ایک بیادی حقيقة ہے اور اسی پیغمباڑوں کے توہی وجود و عدم کا سارا احصار اور دار و مدار ہے۔ اگر انہوں نے اپنے دستور بعل کو علی طور سے مکمل جان کر غیروں کی دربوڑہ گری چھوڑ دی اور تشبیہ کو ترک کیا تو گویا انہوں نے اپنی ہستی صفوٰ عالم پر بہت کی۔ اور دشمنوں کی کوئی طاقت پھر ان کو نہیں گھٹی۔ اور اگر اس تشبیہ کے مضار و مواقب سے لاپرواہ کر غیروں کی ہر نظر فریب ادا پر قربان ہونے لگے تو انہوں نے پہنچی خود فنا کی اور وہ صفوٰ سہتی سے حرف فلسط کی طرح خود بخود مٹ جائیں گے۔

مسئلہ تشبیہ کی

قرآن پاک نے جو "قول فصل" اور یعنی شرعی حیثیت من الہدی والفرقان ہے۔ متعدد آیات

میں ثابت فرمایا ہے۔ کبھی طرح اس کا دنار عالم میں کفر و سلام اطاعت و عصیان، حلال و حرام، جاہش و طبیعت، اانت و خانست، حق و باطل، مستقنا و متعاقب حقيقة ہیں، اسی طرح کافر و سلم، مطیع عاصی، نیکوکار و بدکار، این و خاتم، ستقی دناست ایک دوسرے سے متین اور ہر طرح مستقیز ہیں۔ ایک تو ضرائقی فوج کا دغاوار اور نیک حلال سپاہی ہے۔ اور دوسرا شیطاں اور طاغوتی لشکر کا فوج کہلا یا جاتا ہے اور اس لئے دونوں علی طرف النقيضین ہیں اور کسی طرح برابر و مساوی نہیں ہو سکتے۔ ارشاد ہے۔

حب و بغض، دوستی و دشمنی، حضور سفر، رزم و بزم، سکوت و تکلم، کھانے پینی، سونے جانے، پچھلنے پھرنے، غرض تمام شیخہ ہائے حیات کے تمام نوشنما اور ہمین نقشے پیش کر دینے۔ اور بتلا دیا کہ انہی صورتوں میں اسلام کی حقيقة نہ ہو کیا کرتی ہے اور دین صحیف کی پاکیزہ روح انہیں خوبی و اور دلکش انسکال میں بسرا کر سکتی ہے اور یہی اسوہ حستہ تمام اقوام عالم کی زندگی کے صلاح و فضاد اور حتحت و بیماری کا حقیقی معیار ہے۔ لقد کان لکھ فی رسول اللہ اسوہ حسنة لمن کان یرجوا اللہ والیتی الآخر و ذکر و کثیر (احزان ب) (ترجمہ) "تمہارے لئے بھلی تھی سیکھنی رسول اللہ کی جاں، اس کے لئے جو کوئی امید رکھتا ہے اللہ کی اور پچھلے دن تک اور یاد کرنا ہے اللہ کو بہت سا"

پس جس کسی نے اس شکل وہیت کو بھاڑنے اور تغیر کرنے کی کوشش کی۔ وہ درحقیقت روح اسلام کو جدا کرنے پر راضی ہو رہا ہے۔ اور جس قنیطرہ اسلامی قوموں کے ہوں ان کے اوضاع و اطوار مسلم قوم میں سراحت کر رہے ہوں گے۔ اسی قدر ان سے اپنے ہوں اور خصوصی وضع و قطعی رخصت ہوئی جائیں گے۔

اور یہ ایک عقلی حقيقة ہے کہ ایک ہی عمل میں کسی چیز کے ضد کا آجاناں پہلی شے کے اخوات کو ضرور کر دیا کرنا ہے اور اس کے سینکڑوں نظائر اور امثال روز مرہ آنکھوں کے سامنے آرہے ہیں۔ اور اسی لئے ہذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "ما ایتدع قوم بد عتری دینهم الا نزع اللہ من سنتهم مثلها شد لا یعینا ها الی یحتمل لیلیوم القیادۃ" (شکوہ شریف بحوالہ داری) (ترجمہ) کبھی کسی قوم نے اپنے دین میں کوئی بدعت ایجاد نہیں کی کہ خدا نے دیسی ہی سنت سے انہیں محروم نہ کر دیا ہو۔ پھر روز قیامت تک و دست دوبارہ ان کو نہیں دے گا جب شریعت اسلام میہ انسانی زندگی کی سکیل کی واحد کفیل ہے اور وہی تمام منافع و کمالات کا مجموع ہے تو عقلی سلیم کا بھی یہی فیصلہ ہے کہ

یا تم متفقون کو ناسقوں بیمار کھینچے ہیں؟
”یہ لوگ جو ہم کے بڑے کام کر رہے ہیں
کیا یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم ان کو
ان لوگوں کے بیمار کھینچنے کے جذبوں
نے ایمان اور علیل صلح اور اختیار کیا کہ
سب کا جھیناک اور رنا کیساتھ ہو جائے۔
”اُم حبیب الذین اجتازوا
سیاستات ان مفعولهم کا لئے
منوا و عملوا اصلاحات
کا الفیصار ”

(١٨) "فَمَا يَسْتَوِي الْأَعْنَوْنُ
 الْبَصِيرُ وَالذِّينَ أَصْنَوْا
 لَائَةً لِرَبِّ الْهَوْلِ فَلَمَّا كَانَتْ
 دَعْلَوْ الْمَصَاحَاتِ وَلَا
 الْمَسِيقُ - قَلِيلًا مَا تَذَكَّرُونَ
 (١٩) قُلْ لَا يَسْتَوِي الْخَبِيتُ
 وَالطَّيِّبُ وَلَا وَجْهٌ كَثْرَة
 كَثْرَةٌ كَيْ كَرْشَتْ"

رداں "قل هل یستوی الاعنی" کہ کیا ہے ابیر ہوتا ہے اندر حادثہ
والبصیرۃ امّہ هل یستوی دیکھنے والا یا کہیں برابر ہے
الظلمات والتوسرۃ" (رعد ۲۳) اندر حادثہ احوالاً

(۱۱) "یسوس اسوادِ مرن
هل الکتب اُمّةٌ فاتحةٌ
میتلتوں آیات اللہ اذاع
بن سلام بنی اللئنہ وغیرہ حوصلہ
اللیل و صدر سیجمادون" اخ
ہوئے تھے، پڑھتے ہیں آئین شد
کرائون کے وقت امر و محکمے کرتے ہیں" ۲

مسلمانوں کی جماعت کو نہایت شد و بداور تاکیدی الفاظ
کے ذریعہ بار و کار گیا ہے کہ ان اعداد اندر سے قلبی محبت و
دلات اور میلان درکون بھی نہ رکھیں۔ چنانچہ فرمایا گیا:-
”آ، یا لہا اللذین امتوا [] اے ایمان والوں تم یہود و نصاریٰ
لَا تُخْتَنْ وَا لِيَهُود وَالنَّصَارَى لِيَمَاء [] کو دوست مت بننا“

۲۰) يَا يَاهَا الَّذِينَ أَصْنَوُا لَهُ إِيمَانًا وَالْوَاجْنَ لِلَّهِ كُلَّمَا
أَتَخْذَدُوا اللَّهَ إِنْزَلَهُ أَدْيَنُكُمْ بِسْكَنَةٍ كَتَبَ اللَّهُ حَكْمًا هُوَ أَعْلَمُ
بِهِ مَنْ يَعْلَمُ

(۱۰) مثُلُ الْقُرْبَى مِيقَتِينْ كَالْأَغْنِي
وَالْأَلَّاْمِ وَالْبَصِيرَةِ وَالسَّمِيعِ
هُلْ يَسْتَوِيَانْ مُثُلًاً، أَفَلَا
تَذَكَّرُونْ؟ ” (بُودْ-۴۲)

(۲۷) اللہ ذلیلُ الدینِ امتوا
یخْرُجُهُم مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى
النُّورِ وَالَّذِينَ کفَرُوا لَا يَعْلَمُونَ
الظَّالِمُونَ هُمُ الظُّلُمُونَ
مِنَ النُّورِ إِلَيْهِمْ دُعَى
أَوْلَئِكَ الْمُحْسَنُونَ هُمْ
فِيهَا يَحْالِدُونَ

”دہ لوگ ہیں لشکر شیطان کا
خپڑا را جو گرد ہے شیطان
کا، وہی خراب ہوتے ہیں“ (مجادہ ع ۳)

اوہ بوجا یا ہاندا رہنڈے سے خدا کے دشمنوں سے بعفظ و عطا
کر سکتے ہیں اور ان سے کسی قسم کی دوستی نہیں رکھتے۔ خدا
تماںے نے ان سے اپنی خوشبودی و رضا مندوں کا الہامار کر کے

۱۰۷) اولٹا حزب اللہ ط
کان حزب اللہ ہم
لْفَعِلُوْنَ " (مجادلہ ع ۳)
۱۰۸) فجعل المسلمين
کالمجرمین ۰ هما لکو زد کیفت
خَلَقُوْنَ " (سورة قلم ع ۲)

۴۰۷) أَمْ خَلَقُ الَّذِينَ أَهْمَنُوا
۴۰۸) بِعِلْمٍ أَبْصَارَ الْجَاهَاتِ كَالْمُرْسَلِينَ
۴۰۹) إِلَّا رَبُّنَا مَنْ يَخْفِي إِلَيْنَا
۴۱۰) إِنَّمَا يَخْفِي لِمَتَّقِينَ

و اطوار سے اپنی برات اور بیزاری کا عام اعلان کیا جائے اور کسی قسم کی قربت و رشتہ داری سائیق تعلقات دردابڑا اس لہبی بعف میں آئے وقت نہ ہو جائیں۔

(۱) "تَذَكَّرَتْ لِكُمْ أَسْوَةٌ مِّنْ كُلِّ الْجِنْوَبِيَّاتِ" تم کو جمال چلنی چاہیئے اما ہم کی اور جو اس کے ساتھ تھے جب انہوں حسنۃ فی ابراہیم والذین نے کہا اپنی قوم کو تم سے اور ان سے کرجن کو تم سعدہ؟ اذ قاتلوا لقومهم ایسا بُرُّهُ وَ مُنْكَرٌ وَ مَتَّمٌ تبعید ون ہن دون اللہ پوچھتے ہو اسکے سوائے ہم کفرنا یکو بد ایسنا منکر ہوئے تم سے اور کھل و بینکار اعجل و تا و بینضام پڑی ہم میں اور تم میں دشمنی اور ہمیشہ کو انہیں ابد آئے

(۲) "وَ اذْفَالَ إِبْرَاهِيمَ" اور اس وقت کو یاد کرو جیکہ ابراہیم نے اپنے باپ سے اور اپنی قوم سے لا بیہ و قومہ فرمایا کہ یہی اس پیڑے بیزار ہوں ا نخی بواہ متما تعبد ون "اجس کی تم عبادت کرتے ہو"

پس جب مذہب اسلام کسی غیر مسلم کے ساتھ قلبی بحث اور الفت اور بیلان و رکون کا ادنی اشائیہ بھی جائز فرار نہ دیتا ہو اور بتکار ہو کہ ان کے ساتھ دوستاد بخاست و مصاہبت "انکو اذًا مثليهم" (اس حالت میں تم بھی ان ہی جیسے ہو جاؤ گے) کے بدترین انجام تک پہنچا نے والی ہے۔ تو بھلا وہ اس کو کب جائز قرار دے سکتا ہے کہ ایک مسلمان اپنی شکل و شباہت، و ضع و قطع، اطوار و اعمال اور تمام شعبہ گے جات میں ان اعمال اش کے ساتھ تشبہ دیک رنگی اختیار کرے۔ کیونکہ یہ بدیہی ہے کہ کسی کے ساتھ تشبہ کا داعیہ اس کی محبت کے بنیز کجھی پیدا نہیں ہو ستا..... اسلام کے احکام کے سوا دوسرے نظام سراسر فساد و جہالت پر بنی ہیں بیشیلان کے بدل صلاحت گرا ہیں مان دوسرے نظاموں اور لوائے عمل کو چلانے والے بارگاہ خداوندی میں مفسدین و ظالمین ہے علم و پے راہ باعثی و سرکش میں اس لئے ضدا و نعامل نے بار بار ارشاد فرایا کہ ان مختلف راہیا

ھڑدا و لعیما من الدین اور قوا کھلیل بند کھا ہے انکو اور وہ مرسے کفار کو دست مت بناؤ اور اللہ اولیما و اتقوا اللہ ان سنتم سے ڈر و اگر تم ایمان دار ہو" (۳)

"جَوَّلَ اللَّهُ بِأَدْرِيَتِكُمْ قَوْمًا يَوْمَ مِنْ وُقُوفٍ بِاللَّهِ وَاللَّهِمَ الْأَسْرَارِ بِإِذْدَنِكُمْ" ایمان رکھتے ہیں۔ اپنے انکو کو دیکھنے کو وہ ایسے شخصوں سے دیکھنے کیلئے من حاذ اللہ و مرسلہ ولوا کا جو اللہ و رسول کے برخلاف ہیں گوہ ایامہ همہ دا بسا مرہما و اخوا ایکے باپ یا بھائی یا جھانی یا کنپہ ہی دو عشرتہ کھدہ اولٹک کتب کیوں نہ ہو۔ ان لوگوں کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایمان ثابت کر دیا ہے اور بروج منه" (۴)

(جادہ ۴) "أَنَّكُمْ يَا أَيُّهَا الظَّالِمُونَ مِنْ قَوْمٍ سَّاقُوهُنَّا إِلَى الْخَلْقِ" اے ایمان والواہ پہنچے بانہے اپنے ادون کو اباہ کرد و اخوا تکدا اولیا ان سمجھو اور بچا یوں کو دست مت بناؤ اگر وہ کفر کو ایمان سے عزیز کھیں اور جو تم میں منکر فاولٹک هم دیکھنے کا رفاقت و دوستی کرے سو دیکھنے کا روجوں ہیں" (۵)

"وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَإِنَّهُمْ لَا يَهدى" وہی کوئی کریخا بیٹکہ ہے انہیں ہو گا بیتیا اللہ تعالیٰ را نہیں دکھاتا ان لوگوں کو جو پاناقضان خود کر رہے ہیں" (۶)

"وَقَدْ نَزَّلْنَا عَلَيْكُمْ فِي الْكِتَابِ أَدْرِيَتِكُمْ بِالْكِتَابِ" اور اللہ تعالیٰ تھا سے پا سی فرمان ان اذًا سمعت ایات اللہ یکھرہما بھیج چکا ہے کہ جب احکام الہیہ کیا تھے استہزا اور کفر ہوتا ہو اسنوں ان لوگوں کے پاس مت بھیجو جیک ک حقیقیو صفاوی حدیث غیرہ" وہ آدم کوئی بات شروع نہ کر دیں" (۷)

"وَلَا تَذَكَّرُوا إِلَى النَّاسِ" جو ظالم ہیں ان کی طرف بیلان نہ ظلموا فتک سکم النثار" کرو۔ وہ تھیں اگر چو دے گی" بلکہ قرآن حکیم کا یہ حکم ہوا کہ زبان سے بھی ان کے اعمال

پر سماں کبھی نہ چلیں اور پہنچیں خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ایک
ای شاہ راہ فام مخلوق خدا کو دھکایا ہے۔ اسی پر چل کر منزہ قصوٰ
سک پہنچپیں گے اور یہی مارجات ہے۔ اور مرد مومن کو ان
گم گردگان راہ ہدایت کے سارے خواہشات و حذایت
آراء و اہراء کی ایماع سے ہدایت سخت الغاظیں روکا گیا
ہے۔

خدا کے بھیجے ہوئے کسی حکم سے بچالدیں ”
”(۱) ”وَلِئِنْ اتَّبَعْتَ
اَهْوَاءَ هُنْدُمْ بَعْدَهَا
مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ
مَا لَكَ مِنَ اللَّهِ هُنْ
قَرِيٰ وَلَا وَاقِ

”(۲) ”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لے یمان والاد اتم ان لوگوں کی طرح
مَسْتَكْفُونَ كَالَّذِينَ آذَوْا
کواید ادھی تھی“

”(۳) ”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اے یمان والاد اتم کا فروں کی طرح
لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ كَفَرُوا مَسْتَهْنَا“

”(۴) ”وَلِئِنْ اتَّبَعْتَ أَهْوَاهُكُمْ“ علم آئے کے بعد بھی اگر اپ ان کی
من بعد ما جاءك میں خواہشات و اہراء کی تابداری کرنے
المحلہ انک اذ المیان میں گیں تو اس وقت آپ بھی ملنے والی
ہیں ہوں گے“

آن چند آیات بتیات کے ملاواہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے بھی احادیث کثیرہ میں اس مسئلہ تشبیہ کے بارے میں روایتیں
بیان کی گئی ہیں اور آپ نے ایک قاعدہ کلیہ جو امتحان کی طور
سے ارشاد فرمایا ہے ”من تشبیہ بقوم فهو منهم“

مخالفین اسلام ہزار کوششیں کر کے اس میں روایتی اور درایتی
شہادات پیش کر کے دین میں رخصہ انداز یاں کوئی مدد مومن ثابت
کے لئے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کو بدیل و جان
قبول کرنا ہو مسئلہ تشبیہ پر اس حدیث کی قطبی دلالت میں کوئی
فرق پڑنے میں سکتا اور اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

پر سماں کبھی نہ چلیں اور پہنچیں خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ایک
ای شاہ راہ فام مخلوق خدا کو دھکایا ہے۔ اسی پر چل کر منزہ قصوٰ
سک پہنچپیں گے اور یہی مارجات ہے۔ اور مرد مومن کو ان
گم گردگان راہ ہدایت کے سارے خواہشات و حذایت
آراء و اہراء کی ایماع سے ہدایت سخت الغاظیں روکا گیا
ہے۔

”(۱) ”اَنْ هَذَا اَصْرَاطٌ
بِلَا شَبِيهٍ يَوْمَ مِيرَارَاسَتَهُ
مَسْتَقِيمًا فَا تَبْعُوهُ وَلَا تَتَبَعُوهُ
رَاهٌ پَرَطَلُوا وَرَدَمَى رَاهُمْ بِهِ
الْمُسْبِلُ فَتَفَرَّقَ بَكْدَعْنَ
سَبِيلَهُ“

کی راہ سے بد اگر دیں گی“

”(۲) ”خدا وندھائے نے حضرت موسیٰ وہارون علیہما السلام کو
خطاب کر کے فرمایا:-

”(۳) ”فَاسْتَقِيمَا وَلَا تَتَبَعَانِ
”تو تم دونوں مستقیم رہو اور ان
لوگوں کی راہ نہ چلنا جن کو کچھ علمی“
اور اسی طرح قرآن مجید نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی صفت
اپنے بھائی ہارون میں کو جو طور برپاتے ہوئے تھے۔ تقلی فرمائی ہے:-
”(۴) ”وَقَالَ مُوسَى لِلْحَمِيْرَهِ
”ادم موسیٰ میں اپنے بھائی ہارون
ہمِر ونِ اخْلَفْنَ، فِي قُوَّتِ
كَانَ اتَّخَامَ رَكْنَاهَا وَهَلْوَانَ لَوَّانَ
وَأَضْلَلَهُ وَلَا تَشْيِعْ سَبِيلَ
الْمَفْسِدَهِ يَنِ“

پر عمل مرگزندہ کرنا“

”(۵) ”شَدَّ جَعْلَنَاكَ عَلَى شَرْعَتِهِ
خاص طریق پر کر دیا سو آپ اسی طریقے
پر چلے جائیے اور ان نہ سمجھنے والوں
کی خواہشات پر ہرگز نہ جائے“

”(۶) ”وَلَا تَشْبِهَ اَهْوَاءَهُمْ“ اور یہ جو سچی کتاب آپ کو ملی
ہے اس سے دُور رکران کی
سَمَاء جَاءَكَ مِنْ
خواہشوں پر عذر آمدہ کیجئے“

من الرجال بالنساء و
المتشبّهات من النساء
بالرجال" (رجاري) لعنت کی ہے" مزدوں اور مردوں کے ساتھ تشبیہ
کرنے والی عورتوں پر اللہ تعالیٰ نے
(۳۴) قیل العائشة رواں "حضرت عائشہ رضی الله عنہا کا
امرأة تلبس النعل ایک عورت مزدوں کی طرح جو تھا ہمیں
قالت لعن رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم اے۔ فرمایا کہ مردوں کے ساتھ تشبیہ
الله علیہ وسلم الرجالة کرنے والی عورت پر رسول اللہ
من النساء" (ابوداؤد) صلی اللہ علیہ وسلم نے عنت فرمائی ہے۔
اور اسی وجہ سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انتہی ای
بھجوں ایک عورت کو ارشاد فرمایا:-

(۳۵) لوکنت امراءة لغير اکر تو عورت ہوتی تو اپنے بخوبی
اظفارك يعنى بالحنا کے نگ بدلتی یعنی ہندی وغیرہ
را بودا ذنسانی لگا کر۔

اور مردوں کو روگ بدار زعفرانی کپڑے کے استعمال سے
روکا گیا کہ عورتوں کے ساتھ پوشک میں مشابہت ہو۔
وہ "خی النبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
علیہ وسلم ان یتزعظر اس سے شے فرمایا ہے کہ مرد زعفرانی
الرجل" (متفق علیہ) کپڑا استعمال کرے۔

علی ہیئت سے ان احادیث طیبہ اور کلمات بہار کر کا وجہ
قرآن پاک کی تفصیل و تبیین ہے اسی وجہ سے۔
نہایت اعلیٰ و برتر ہے اور اس پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم
نے عنت و ملامت کی ہے۔ اس پر خدا کی پھٹکار یقینی ہے۔

حضرت عبداللہ بن سعید رضی اللہ علیہ کا وہ اقتداء جو صحیح بخاری
میں مذکور ہے۔ اس پر شاہزادی بے۔ انہوں نے فرمایا کہ
گودھنے والی اور گوداٹے والی عورتوں پر چورہ کھے بالکھڑنے
والی عورتوں پر خدا تعالیٰ کی پیغایا کردہ بدنی ساخت میں حن
کی غرض سے تیز کرنے والی عورتوں پر اللہ تعالیٰ نے لعنت
فرمائی ہے۔ ایک عورت نے اکر آپ سے کہا کہ مجھے خبر ملی ہے
کہ آپ نے اس طرح لعنت کی ہے۔ حضرت ابن سعید نے فرمایا

صاف ارشاد فرمایا "ليس متamen تشبہ بعدين نالاشتبھوا
باليهود ولا بالنصارى (رواہ الترمذی)" جو سماوی علاوہ کسی
اور کے ساتھ تشبیہ کرے وہ ہم یہ سے نہیں، اتم نہ ہو
کے ساتھ کسی قسم کا تشبیہ کرو، ان نصارے کے ساتھ" نیز ارشاد ہے۔

(۳۶) خالفوا المشرکین اوفوا "تم مشرکوں کی مخالفت کیا کرو
اللئي واعفووا الشوارب" داڑھیاں بڑھاؤ اور بخچیں
(متفق علیہ) کرتاً و" (۳۷) ان اليهود والنصارى "یہود و نصارے بالوں کو
لا یصبعون فعالقوهم" رنگتے نہیں، تم ان کی مخالفت
کیا کرو" (متفق علیہ)

(۳۸) هدینا مخالف لھڈ "ہمارا ہمارا طریقہ مشرکوں بہت
عبدۃ الاوثان والشرك" پرستوں کے طریقہ سے مخالف
(بیہقی) و جدال گھر ہے۔

(۳۹) الاکل شئ من امر "خرد اربوحاو کجھا ہمیت کی ہر
الجائھیلیہ تحت قدھی ہو سنوئے" چیزیںے قدھیں کے نیچے سلیمانی
مسئلہ تشبیہ کی اہمیت اس سے بھی عیاں ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو مردوں کے ساتھ تشبیہ اور مردوں
کو عورتوں کے ساتھ تشبیہ کرنے سے روکا۔ اور ایسوں پر عنت
فرمائی، کیونکہ تشبیہ درصل اپنی مقررہ حد کو توڑ کر دوسروں کی
حدوں میں قدم رکھتا ہے۔ اور اس طرح دو مختلف چیزوں میں
التباس و اختلاط پیدا ہو جاتا ہے۔ فرمایا گیا۔

(۴۰) لعن النبي صلی اللہ علیہ عورتوں کی طرح چال دھال
و سلسلہ الحتنین ہوں الرجال "رکھنے والے مردوں اور مردوں کے
و المترجلات من النساء" ساتھ تشبیہ پیدا کر بخواں عورتوں
قال احرجوهہ من بیویکو" پر بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر
تعنت فرمائی اور فرمایا کہ ان کو
گھر و میں سے باہر نکال دو" (۴۱) "عورتوں کے ساتھ تشبیہ کرنے والے
"عورتوں" لعن اللہ المتشبھین

فخر ما است کہ مداربستید اذلین و آخرین و فضیل
ابنیاء و مسلمین و فخر موجودات علیہ و علی آللہ عصیت
و التسلیمات نزد یک فی گردانہ شکرانی نعمت
عظیمی نعمت کہ بقدر امکان عادت و رسوم عرب
اول کہ منشاء اہل حضرت است صلی اللہ علیہ وسلم
از دست نہ ہیم۔ ورسوم عجم و عادات ہنود
را در میان خود گذاریم۔ (المقالۃ الوضیفۃ فی النصیحۃ
والوصیۃ ص۱) قلمی نقل سخن مطبوعہ مطبع الرحمن
شاہ جہان آباد (بجوالرسالہ الفرقان ولی اللہ بنجاہ)
ترک تشبیہ کا حکم شریعت اسلامی کا حکم ہے اور تمام اور
شرعیہ کا تعلق انسان کے ان افعال و اعمال سے ہوا اکثر
ہے۔ جو اس کے قبضہ و اختیار میں ہوں۔ اس عکیم و جنیز
خداوند قدوس نے ہنڑداری امور کے سر انجام دیتے ہیں
انسان کو کبھی مکلف نہیں کیا: ما جعل علیک در فی
اللّٰهِ مَنْ حَرَجَ۔ "یو مید اللہ بکم الیس و کلاریں
بکم العصر" لا یکلف اللہ نفساً الا و مسعها" ۲
اس یہی مذہب اسلام یہ حکم نہیں دیتا کہ بدن کی قدرتی
ساخت اور اعضا بر جنم کے باہمی تناسب میں بھی مسلمان
غیر مسلموں سے اپنے کو مقاباز رکھیں اور جس طرح شلان
کی آنکھیں ہیں اور وہ آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ تو
مسلمان اپنی آنکھ پھوڑ کرنا بنیا ہو جائیں یا ان کے ہاتھ پاؤں
ناک کان ہیں تو مسلمان ان اعضا را و اپنے ہن سے
کاٹ کاٹ کر رکھنی کا دین۔ یا قسم ازمل نے کسی کو
سرخ دسپید زنگت بخشی ہے۔ تو اس خیال سے کہ گردی
زنگت والے انگریز سے مشاہدت ہو، کوئی خواہ تو وہ اپنی
چہرہ کا لاکر سے اور اسی طرح اسلام ان اختیاری اموریں
یہیں بھی جن کا پورا کرنا ایک طبعی اور فطری امر ہے، ترک
مشاہدت پر بمحروم نہیں کرتا۔ یعنی شلا جھوک کے وقت پیٹ
بھرنے کے لئے کچھ کھا لینا یا پسیاں لگنے کے وقت پانی

کہ میں اس پر کیوں نعمت نہ کروں، جس پر رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے نعمت کی اور جو کتاب اللہ میں بھی موجود ہے۔
اس عورت نے کہا کہ میں نے سارا مقرن پاک اول سے آخر
تک پڑھا ہے۔ مگر اب جو کہ رہے ہیں، میں نے اس میں
وہ تو نہیں پایا۔ فرمایا اگر تو غدر سے پڑھتی تو غدر اس کو
پاتی۔ کیا تو نے قرآن پاک میں یہ آیت نہیں پڑھی "ما
آتا کھا الرسول فخذ وہ و مانها کہ عنہ فانکتووا"
(جو کچھ تمہیں رسول دے وہ تو یہا کرو اور جس سے رو کے
اس سے رُکتے رہو) اس نے کہا کہ یہ آیت تو پڑھی ہے
فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو اس کام سے
منع فرمایا ہے اور اسی طرح حضور کا یہ بھی ارشاد ہے۔
"إِنَّ مَا حَرَمَ مِنْ سَوْلِ اللَّهِ كَمَا حَرَمَ اللَّهُ" (جو چیز
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حرام کر دی، وہ ایسا ہے
جیسا اللہ تعالیٰ نے خود حرام کیا ہو) ۳

گفتہ او گفتہ اللہ بود گرچہ از حلقوم عبد اللہ بود

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلفاء راشدین
اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان اصول کی پوری حفظ
کی۔ اور ہر طبق و وطن میں جا کر اپنی مخصوص رسمی اور
عربی نزی و ہمیشہ کو برقرار رکھا۔ حتیٰ کہ رطانۃ الحجۃ سے
بھی اپنے کو بچائے رکھا۔ تمام ذخیرہ احادیث و سیر اور
کتب تواریخ سے یہی نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے۔ اس لئے
ساری تفصیل کو چھوڑ کر اب آخر ہیں سیدنا امام شاہ ولی اللہ
صاحب دہلوی نور اللہ مرقدہ کی دیصیت پر اس بحث کو خصر
کرنا چاہتا ہوں۔ تاکہ اس علیم الامم کے شہر شذا کو اپنی
قوی زندگی کے بقا و تحفظ کے لئے ہندوستانی مسلمان ہمید
و محنت بخشن تینیں کر کے استعمال کرنے ملگیں۔ فرماتے ہیں:۔
"امردم غریبیم کر دیا رہنہ و سان آباد ما بغیرت
افتاہ ادا۔ و عربیت نب و عربیت لسان ہر دو

سردیر رفض

قرآن مجید اور شیعہ

(۱)

داز قلم بولانا حکیم پیر عبد الحق صاحب نزیل اترس
کتاب اللہ کے متعلق جو قرآن حضور اکرم رسول
اہل انسان اجتماع خاصہ اللہ علیہ وسلم پر
کا یہ عقیدہ ہے کہ نازل ہوا ہما۔ وہ یہی قرآن

ہے جو ہمارے پاس موجود ہے اور یہ موجودہ قرآن اتنا
ہی ہے جتنی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کو چھوڑ
گئے تھے۔ اور اسی قرآن کا بثوت ہتا تھا۔ اسی قرآن
پر شرقاً و غرباً عمل رہا ہے۔ عرضہ آخرہ میں جو ترتیب
تھی۔ اس کے باکل رطابت ہے۔ ذرا کمی بیشی نہیں۔ اسی
ترتیب سے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے
اصحاق پڑنمادت فرمایا کرتے تھے۔ اہل ست کا ہمیشہ^۱
یہی عقیدہ رہا ہے۔

اس کے خلاف شیعوں کا عقیدہ | قرآن کے متعلق

جیں گے۔ اور موجودہ حالات اور سلامان قائمین نہ کی
کی روشن کو دیکھ کر ہوازد کریں۔ کہ ہم خود اسلامی تہذیب کے
کس قدر دفعہ بغارہ ہے ہیں اور آپ معلوم کر سکیں گے کہ
وجودہ ہندوستان میں اسلام اور اسلامی روایات کو زندہ
رکھنے والی جماعت صرف ان سلماں کرام کی ہے جن کے دقا
کو مٹانے کے لئے آپ کی کوششیں جاری ہیں اور ذرا
پھر خود انصاف کر کے فرمائیے کہ ان کو مٹانا کیا اسلام اور
اسلامی تہذیب دتنے محمد علی صلی اللہ علیہ وسلم کی
ستہ داسوہ حسنے کو مٹانا ہے یا نہیں؟
(باقی آئندہ)

پینا ایک طبعی خواہش ہے یا بدن کو موسم کے مناسب
کپڑے سے مستور رکھنا انسان کا فطری جذبہ و تقاضا ہے
اس لئے شریعت مقدسہ آپ کو کبھی بھی یہ حکم نہیں دیتی
کہ جب غیر مسلم کھانا کھا۔ ہے ہیں پانی پی رہے تو کپڑوں
سے تن پوٹی کر رہے ہیں۔ تو آپ ان کی خالفت میں
کھانا پینا ترک کر دیں یا اپنے جسم کو نگاہ رکھیں مگر ہاں
یہ حکم ضرور دیتی ہے کہ کھانے پینے اور منے پہنچنے کے
اوپر اصناف و امور ارادات و طریقے ایسے برترے جائیں۔
جن میں کفار کی مشا بہت کوکسی فستم کا دخل نہ ہو۔ اور آپ
ہناث کو چھوڑ کر طبیبات کو اپنا ماکول دشروپ بنائیں۔
اختیاری قسری (غیر طبعی) امور بھی مختلف قسم کے ہو اکرنے
ہیں جن کے تفرع کے اعتبار سے مسئلہ الشہر کے فقہی تراپ
بھی مختلف ہو اکرنے ہیں۔ بعض حرام بعض مکروہ تحریکی
اور بعض مکروہ تنزیری اور بعض کفسہ۔ لیکن مراتب کی
یہ تفہیم اتفاقاً دی لحاظ سے تو مختلف شاخ پیدا کرنے ہے۔
مگر عملی حیثیت سے ان سب مراتب میں ترک تشبیہ بالکفا
لازmi اور شہادت ضروری ہے اور ان سارے امور کے
لئے شریعت اسلامی کے پاس اپنی جامع تعلیم اور کامل
تہذیب موجود ہے اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی
مقفلی زندگی ہے جو یقیناً سراط مستقیم اور حق دلدادت
ہے۔ اور اسی میں ہمارے لئے دونوں جہاںوں کی کامیابی
و سرخروقی "إِنَّكَ لِمَنْ أَرْسَلْنَا عَلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ"
"وَإِنَّكَ لَهُنَّدُ فِي إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ" "إِنَّا
أَنْزَلْنَاكَ بِالْحَقِّ تَبْيَأْرًا وَ نَذِيرًا وَ لَا تُشَدِّعْ عَنِ
الصِّرَاطِ الْمُسْتَقِيمِ"

آپ مختصر طور سے یہ عرض کرنا باقی ہے کہ محمد رسول
اللہ علیے اللہ علیہ وسلم کی صورت و سیرت کی تھی۔
انہوں نے زندگی بھر اپنی شکل مبارک اور دوسرا اوضاع
دعا دادت کو کیے رکھا۔ اسی کو سمجھو کر ہم اسلامی تہذیب سمجھو

مندرجہ ذیل ہے:-

موجودہ قرآن | (۱) اصول کافی مطبوعہ نوکشوار ۱۹۶۷ء
غیر مکمل ہے | کے صفت میں ہے۔ جابر کہتا ہے
پھر نے امام باقرؑ سے مستاذہ کہتے تھے مکو جو شخص ہے
وعلیٰ کرے کہ اس نے سارے قرآن کو جیسا کہ نازل
ہوا ہے، جمع کر لیا ہے۔ وہ بڑا بھروسہ ہے۔ قرآن کو
جیسا کہ خدا نے نازل کیا۔ بیتِ علیٰ اور ائمہ ما بعد کے کسی
نے جمع نہیں کیا۔

(۲) شیعہ کی مستند کتاب جلاء العيون اردو طبع
مطبع جعفری تکھنو کے صفحہ ۱۵۱ میں درج ہے کہ:-
ابو بکر رضی نے جناب امیرؑ کو اپنی بیعت کے لئے بلا یا۔
جناب امیرؑ نے فرمایا کہ میں نے قسم کھائی ہے۔ جب
تک قرآن جمع نہ کروں۔ گھر سے باہر نہ آؤں اور چادر
دوش پر نہ ڈالوں۔ بعد چند روز کلام اللذناطق یعنی
جناب امیرؑ نے قرآن کو جمع فرمایا اور جز دن اسے رکھ کر
سر پہر کر دیا اور مسجد میں تشریف لاد کر جمع مہاجرین انصار
میں ندا فرمائی۔ کاسے گردہ مردمان جب میں دفن پئیں
آخرین زمان سے فارغ ہوا جکم آں حضرت قرآن جمع
کرنے میں مشغول ہوا۔ اور جمیع آیات و سورہ نے
قرآن کوئی نے جمع کیا اور کوئی آیت آسان سے نازل
نہیں ہوئی۔ جو حضرت متنے بھی نہ سنائی ہو اور اس کی
تادیل مجھے تعییں نہ کی ہو۔ چونکہ اس قرآن میں چند آیات
کفر و نفاق منافقان قوم و نفق خلافت جناب امیرؑ
پر صرف تھے، اس وجہ سے عمرؑ نے اس قرآن کو قبول
نہ کیا۔ پس جناب امیرؑ خستگاہ اپنے جگہ ظاہرہ کی جناب
تشریف نہ گئے۔ اور فرمایا کہ اس قرآن کو تم وک
تانا ہمور خانؑ (آل محمد دام مدی) نہ دیکھو گے۔

(۳) اصول کافی صفحہ ۱۵۱ میں برداشت امام صادق
اسی ضمن میں کی ایک حدیث درج ہے جس میں یہ لفظ از

ہیں کہ "حضرت علیؑ نے فرمایا خدا کی قسم اس قرآن کو
آج کے بعد تم کبھی بھی نہ دیکھو گے"۔
ستہہ ہزار آیت والا موجودہ قرآن میں تو صرف سارے
قرآن مکمل تھا چھ ہزار کے قریب آیات
ہیں۔ مگر شیعوں کی اصول کافی صفحہ ۱۵۱ میں ہے کہ بشام
بن سالم نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت
کیا۔ آپ نے فرمایا کہ جو قرآن جبریل علیہ السلام رسول
پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نے کر آئے تھے۔ وہ
ستہہ ہزار آیت کا ہے۔

شیعہ کے نزدیک اصلی قرآن | اصول کافی صفحہ ۱۵۱
دھی ہے جو حضرت علیؑ نے فرماتے ہیں ہے بن سالم بن
جمع کیا تھا مسلم راوی ہے کہ

ایک شخص نے امام جعفر صادقؑ کے پاس قرآن پڑھا
اس قرآن کے ایسے حروف میں نہ سُنے جو اس (موجودہ)
قرآن میں نہیں ہیں جو لوگ پڑھا کر نہیں ایں۔ امام علیہ السلام
نے اسے کہا۔ ابھی اس قرآن کا پڑھنا بندہ رکھو بلکہ یہی
پڑھا کر دجو لوگ پڑھتے ہیں۔ جب تک کہ امام مددی
علیہ السلام کا طہور نہ ہو جب وہ تشریف لائیں گے۔
وہ دوسرا قرآن پڑھیں گے حضرت علیؑ نے جو قرآن
لکھا تھا۔ وہ لوگوں کے پاس لکھنے سے فارغ ہو کر
لے آئے اور کہایا ہے وہ قرآن جو خدا نے رسول اللہ
پر نازل کیا ہیں نے اس کو ہر دلوجہ سے جمع کر دیا،
لوگوں نے کہا۔ ہمارے پاس قرآن جامِ معہود ہے
تمہارے قرآن کی ہمیں ضرورت نہیں ہے۔ آپ نے
فرمایا بخدا تم قرآن کو آج کے بعد کبھی بھی نہ دیکھو گے
مجھے لازم تھا۔ کہ تمہیں اپنے جمع کردہ قرآن سے
اگلا کہ کر دوں تاکہ تم اپنے پڑھو۔"
اس حدیث سے جو شیعوں کی سنتی کتاب کی حدیث
ہے۔ صاف معلوم ہی گیا کہ اصلی قرآن صرف علیؑ نے

صلوم ہے وہ جامد کیا ہے؟ یہ نہ کہا، میں آپ پر قربان آپ فرمائیں وہ جامد کیا ہے؟ آپ نے فرمایا ایک قرآن ہے۔ جو شرکر گز بلباہے ॥

یہ تو قرآن کا طول ہوا۔ لفہ اس کی موٹائی سنئے۔ مہول کافی صد ۲۰۰ میں ہے کہ یہ قرآن اونٹ کی ران کے برابر موٹا ہے ॥

مصحف فاطمہ | اصول کافی صد ۲۰۰ میں ہے: "اہم علیہ السلام نے فرمایا۔ ہمارے ہاں ایک صحیف فاطمہ بھی ہے اور تم جانتے ہو مصحف فاطمہ کیا ہے؟ فرمایا وہ ایک قرآن ہے جس میں تمہارے قرآن سے سرگٹا زیادتی ہے اور خدا کی قسم اس میں تمہارے ہس قرآن کا ایک حرفا بھی نہیں ہے" ॥

قرآن جفتر | اصول کافی صد ۲۰۰ میں ہے: "اہم علیہ السلام نے فرمایا۔ ہمارے پاس جفتر بھی ہے۔ اور ہمیں معلوم ہو کہ وہ جفتر کیا ہے؟ کہا وہ ایک چڑھے کا تھیلہ ہے۔ جس میں انبیاء و اوصیاء کے علم بھرے ہیں اور علماء رحمی اسرائیل کے جھی اسی میں علوم ہیں۔ ناظرین! یہ سب روایات کیوں گھری ہیں؟

صرف اس واسطے کہ اگر موجودہ قرآن کا صلی قرآن کہا جائے تو عدادت صحابہؓ پر یہ پوری ہو۔ اس کو تسلیم کر کے اس کے راویوں کو بھی صحیح حسان تسلیم کرنا پڑتا تھا۔ اس واسطے حضرات شیعہ نے یا ان کو گمراہ کرتے دالوں نے طفل تسلیماں دیے کہ شیعوں کے اس چھوٹے سے قرآن کو تم نے کیا مانتا ہے۔ اتنے بڑے بڑے بڑے چوڑے قرآن شیعوں کے صلی قرآن موجود ہیں۔ جن میں موجودہ قرآن کا ایک حرفا بھی نہیں۔ شبیہ یہ سوال پیدا ہونے کا امکان تھا کہ وہ قرآن کہاں ہیں۔ اس کے واسطے اہم غائب کا قصہ گھڑا۔ اور ان سب روایات کی قیمت بوسان خیال سے زیادہ

جمع کر کے پیش کیا تھا۔ مگر لوگوں نے قبول نہ کیا۔ انہوں نے اس کو بطور خزانہ مخفیہ حضرت امام مہمدی کے لئے محفوظ فرمادیا۔ چانپ آجکل کے شیعہ بھی اس کے حامل ہیں لیتی کہ وہ موجودہ قرآن کو کیا انتہے جیسا کہ حسن علی شاہ بنزاداری نے اپنے رسالہ "مجالت نافعہ" مطبوعہ عصریہ ایسوی ایشن پنجاب لاہور کے صفحہ ۲۳ پر لکھا ہے: "امیر المؤمنین نے جو قرآن جمع کیا تھا وہ اس وقت شیعہ شیعی دو نوں کے پاس نہیں ہے مگر ہے ضرور کہیں ہو آخر کچھ لوگوں نے اس کو دیکھا ہے" ॥

یقیناً اہم غائب کے ساتھ ہی وہ بھی ناٹبے، اگر موجودہ قرآن ناقص اور غلط ہے تو شیعوں کے پاس بھی تو کوئی قرآن نہیں۔ جس کی وجہ سے وہ نوں کہلانے کے سختی ہوں۔ سینوں کے پاس تو آخر ایک کتاب ہے چاہے شیعہ اس کو تا نکل کہیں۔ لیکن شیعوں کے ہاں تو خواب دخیال کے سوا کچھ بھی نہیں جب تک اہم غائب صلی قرآن لیکر آدمیں گے تب تک مار گزیہ مُردہ شود۔

اے ایک ایک سلسلے ہے کہ اہم صہدی علیہ السلام کب تشریف لا دیں گے۔ اور قرآن ساتھ لا دیں گے یا نہیں شیعوں نے لوگوں کو ایک ایسی میعاد بتلا دی ہے جو اپنے اندر بہت سے سختی راز رکھتی ہے۔ اس سلسلے کو ہم آخر میں الشاعر اللہ تعالیٰ نجفرا ذکر کریں گے۔ کہ اہم کیوں قرآن لے گئے اور اب کیوں نہیں آتے۔ اور کب آدمیں گے۔ ادنل آپ کو ہم بتلانا چاہتے ہیں کہ جو قرآن وہ انھا کر لے گئے ہیں، وہ ہے کتنا؟ شیعوں کا ستر | اصول کافی صد ۲۰۰ میں ہے گزر کا قرآن | اہم جفتر صادق فرماتے ہیں اے الاجر ہمارے پاس ایک جا ملے۔ سختے

فرمائیں گے۔

امام جہدی کب اصول کافی ص ۲۳۷ میں ہے :-
ظاہر ہوں گے " خدا نے اس کام (ظهور مہدی) کا وقت نئے مقرر کیا تھا۔ مگر حب ام حسین شہید کرنے کے لئے۔ تو اللہ تعالیٰ اہل زمین پر عضیتناک ہو گیا اور اس نے اس کام کو نئے مکتوب پیچھے ہٹادیا ہم نے تم سے بیان کر دیا اور تم نے بات مشہور کر دی۔ اور پردہ فاش کر دیا۔ خدا نے اس کے بعد اس کا کوئی وقت ہم کو نہیں بتایا۔ راوی کہتا ہے۔ یہ نے حدیث امام جعفر صادق رضی سے بیان کی۔ انہوں نے کہا ہاں ایسا ہی ہوا ॥"

یہ تو متقدہ میں شیعہ کا بیان تھا۔ اب موجودہ شیعوں کے امام حائری صاحب کی رائے امام کے ظہور کے متعلق یہ ہے :-

"غاہیۃ المقصودۃ" حصہ حائری مطبوعہ اسلامیہ گیس پرنسپل لاہور ۱۳۲۱ھ ص ۲۱ میں بزرگان فارسی فرماتے ہیں۔ اور ہم ان کے الفاظ کا ترجیح لکھن پر ہی کلفایت کریں گے سہولت ناظرین کے واسطے :-

"امام جہدی علیہ السلام کے نہ ظاہر ہونے کی اس وقت یہ وجہ ہے کہ آپ اپنے آبادگرام کی طرح علم انساب سے واقف ہیں۔ اور ان کو خوب معلوم ہے کہ ابھی لاکھوں کفار ایسے موجود ہیں جن کی پشت میں مومنین کے لطفے امانت ہیں۔ اگر ظاہر ہو کر آپ ان کفار کو قتل نہ کریں بلکہ خاموشی اختیار کریں تو خدا نے وندہ میں تخلف ہوتا ہے ॥"

"دوسری وجہ یہ ہے کہ گذشتہ سلاطین نے جوان کے آباء و اجداد کو حضرت علیہ السلام سے لے کر امام عسکری تک کسی کو زہر سے اور کسی کو تلوار سے شہید کیا۔ حالاں کہ ان کی امامت ان سلاطین کی

نہیں ہے مستی سے ترسی ساتی؛ کیا حالت ہوئی موجی شیشے میں یعنی ظالم جب تو نے بھری ہو گی۔ ایسے ناعاقبت اندیشوں نے یہ روایات بنائیں۔ جن کو قدم قدم پر ٹھوکریں کھاتی پڑیں اور جہاں گرنے کا اندیشہ ہوا۔ وہی ایک اور روایت بنادی اور اس مشق کے واسطے حضرت امام جعفر صنی اللہ عنہ کی ذات کو شخصی کر رکھا ہے۔ پس جہاں ذرا آئے، فرما امام موصوف کے نام سے روایت لکھ دی۔ بھلایا بھی کوئی معموقوں بات ہے کہ حضرت علیہ السلام نے صلی قرآن جمع کیا اور صحابہ کے پاس لے۔ انہوں نے بقول روافض یوں کہہ دی کہ ہم کو تیرا قرآن نہیں چاہتے۔ ہمارے پاس قرآن ہے۔ اس پر حضرت علیہ السلام کا اتنا غصہ کرنا کہ واللہ ما تروندہ ابدًا۔ قسم بخدا تم اس کو قیامت تک نہ دیکھ سکو گے۔ اور پھر وہ قرآن امام جعفر صادق رضی کے عہد میں ظاہر ہوا۔ جیسا کہ اصول کافی ص ۲۱۶ میں ہے مسلم بن مسلم راوی ہے کہ ایک شخص نے امام جعفر صادق کے پاس قرآن پڑھا۔ اس قرآن کے ایسے حروف میں نے مجھے۔ جو اس قرآن میں نہیں ہیں۔ جو لوگ پڑھا کرتے ہیں۔ امام نے کہا کہ تم یہی اس قرآن کا پڑھنا بند رکھو بلکہ یہی پڑھا کرو۔ جو لوگ پڑھتے ہیں۔ جب تک امام جہدی علیہ السلام کا تھوڑہ ہو جب وہ تشریف لا جائیں گے۔ وہ دوسرا قرآن پڑھیں گے۔ اس روایت سے معلوم ہوا کہ شیعوں کا صلی قرآن حضرت علیہ السلام کا جمع کردہ کہیں موجود ضرور ہے جبھی تو کسی شخص نے امام جعفر صادق کے پاس پڑھ دیا۔ اور سننے والے نے معلوم کیا کہ اس قرآن کے حروف موجودہ قرآن سے نہیں ملتے۔ پھر امام نے مصلحتاً اس کو سوک دیا کہ ابھی اس کو ظاہر نہ کرو جو حضرت مہدی علیہ السلام اس کو ظاہر

فضل سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ

معاذین کے اخراج اضنا کا جواہر

علامہ ابن حجر ہستیمی کے قلم سے

(۹)

(مترجم مولانا حکیم پیر عبدالخان نق صاحب نزیل انسار) اور حضرت معاویہؓ کے فقیہ ہونے کی ایک بڑی دلیل وہ حدیث ہے جس کو ابن باجنے نے روایت کیا ہے کہ حضرت معاویہؓ مدینہ میں حنور صلح اللہ علیہ وسلم کے نمبر شریف پر خطیر دینے کہڑے ہوئے تو یوں فرمایا کہ اے اہل مدینہ! تمہارے علماء کہاں ہیں۔ پہلے نئے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنائے گے قیامت نہیں قائم ہو گی، مگر کہ ایک گروہ بیری امت میں سے لوگوں پر غالب ہو گا۔ اور جو اس گروہ کی مدد چھوڑ دے گا۔ اس کی وہ پرواہ نہیں کرے گا۔ اور نہ ہی مددگاروں کی پروارکرے گا۔ ان کی مراد اس خطاب سے یہ ہے کہ تمہارے علماء کہاں ہیں تاکہ میں ان سے اس حدیث کے معنی کے متعلق بحث کروں۔ لپس اس زمانے میں جو صحابہ و تابعین میں سے مجتہدین امت کے اکابر سے بھرا پڑا تھا۔ اس فرم سما خطاب کوئی شخص نہیں کر سکتا۔ بھروسہ شخص کے جو تمام فقہا۔ میں سے اعلیٰ درجہ کا فقیہ اور بہت فقیہ اور بہت بڑا عالم ہو۔ کیونکہ مدینہ شریف اس زمانے میں علماء صحابہ و تابعین سے بھرا پڑا تھا اور اس قسم کے کلام کی جرأت وہی شخص کر سکتا ہے۔ جس میں سب کے مقابیے کی تاب ہو۔

اسی طرح حضرت معاویہؓ کی فقاہت پر وہ حدیث بھی دلالت کرتی ہے جس کو بخاری و مسلم نے روایت کیا کہ

حکومت کی انجمنی میں ہیکن جب ایک کو قتل کرتے اور مسلمان ہو جاتا۔ بخلاف اس کے امام مهدی علیہ السلام کا زمانہ زیادہ حظرناک ہو گا۔ کردنیا بھر کی حکومتوں کا ان کی آمد سے خاتمہ ہو جانے کا۔ پھر کیمکن ہے کہ امام علیہ السلام کی خاموشی پر ان کو زندہ رہنے دیں۔ لطف یہ کہ آپ کے بعد کوئی دوسرا امام نہیں ہے۔ جو ان کی جگہ سنبھالے۔ حالانکہ یہ دسے حدیث زمین پر ایک ۱۴۰۰ کو ہڑو رہنا چاہیے۔ خواہ وہ ظاہر ہے یا چھپا ہوا ہے۔ اس لئے آں جانب کو نظروں سے ناٹب ہی رہنا چاہئے گو۔ آپ کا ہر وقت انتظار ہے کہ ظہور فرمادیں؟

حالانکہ شیعوں کا عقیدہ ہے اصول کافی میں اپنی موت کے موت امام کے اختیار میں ہے؛ وہ امام اپنی موت کا وقت جانتے ہیں اور اپنی موت پر ان کو قابو ہو جاتا ہے چاہے مریں یا نہ میریں۔ ابھی حائزی صاحب اجنبی کی شخص کے اختیار میں ہے پھر ان کو کسی سے کیا ڈر۔ وہ شوق سے تشریف لائیں اور قرآن کو ظاہر کر دیں۔ اگر کسی وجہ سے خود تشریف نہیں لاتے تو کم از کم قرآن ہڑو کسی کے پاس بیچج دیں۔ مفت کی جگہ بہسلائی سے اپنے شیعوں کو نجات دالا۔

غیرہ کیا علم الانساب حضرت علی المرتضیؑ کو نہ تھا جنہوں نے اپنے وقت پر جگہ کی اور بزار علی انسان موت کے لکھاٹ آتار دیتے۔ اور کیا حضرت امام حسین بن علیؑ عنہ کو علم الانساب نہ تھا۔ جنہوں نے تلوار اٹھائی اور جامِ شہادت نوش فرمایا۔

(اباقی آئندہ)

غیرہ ای راں "شمس الاسلام" خط و کتابت کرتے وقت اپنا نمبر خردیاری ضرور لکھا کریں۔ تاکہ تعمیل خط میں آسانی ہو۔ (میہر)

ہے۔ فاصکر بیکہ وہ خود ہی جمع عام کے اندر اس کے متعلق بگفتگو یا مبنا خذ طلب کرتا ہو۔ قیزیر یہ کہ لوگ جانتے ہیں کہ وہ اس زمانہ میں جیکہ خلیفہ اعلم تھے۔ کسی نے اُن کے متعلق پر تھوک دیا تھا۔ انہوں نے اس کو منہ پر لیا اور تحمل کیا اور کہا ”ظاہر علی طاہر“ (یعنی پاک چیز پاک چیز پر دادی گئی) صرف مسئلہ میں بحث کرنے والے کی بات کس طرح پوشت نہ کرتے جو کہ ان کے ساتھ ایک علمی مشنے میں صرف صحیح اور غلط معلوم کرنے کی فاطری بحث کرتا۔ اور جو کچھ کہ مبنا خذ کی صورت میں حاصل ہوتا۔ وہ حاصل ہو چکا لیکن کوئی مقابلے میں بدل نہ سکا۔ پس دیکھاں کہ کوئی ان کے درکی وجہ سے بول نہ کا بالکل غلط ہے بلکہ وہ لوگ سمجھتے تھے کہ معادیہ مذکورہ صحیح ہیں۔ ان سے مقابلہ کرنے کی بڑی علماء کو بھی طاقت نہیں۔ اور ان دلائل میں سے جو ان کے بعثہ اور یقین دیا گیا (فقیہ) ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔ وہ حدیث ہے جس کو امام فائزی^۱

نے این آئٹھ کی روایت سے بیان کیا ہے کہ رجھ سے یچھا بن عباد ابن عبداللہ ابن زیبر نے اپنے بیاپ سے روایت کیا کہ حبیب حضرت معاویہ رضی رحیم کیا توہم نے بھی اسکے ہمراہ حج کیا۔ حبیب انہوں نے بیت اللہ کا طواف کر لیا تو مقام اباہیم کے پاس دور کعت نماز پڑی۔ پھر صفا کیتی

بخلکت ہوئے زمزم کے پاس سے گدرے اور فرمایا اے لڑکے! امیرے والستے ایک ڈول مکال۔ چنانچہ اس نے ایک ڈول پانی نکالا۔ اور ان کے پاس لایا۔ انہوں نے اس سے پیا اور اپنے منہ اور سر پر ڈالا اور فرماتے تھے۔ زمزم کا پانی شفاف ہے۔ اور وہ جس فرض کیلئے پیا جاوے۔ اسی کو لفغ دیتا ہے۔

غور کیجئے۔ عبداللہ بن الزبیر جیسا اور اعلم شخص جو سب بخلکت سے آگئے ہے وہ حضرت معاویہؓ کے افعال سے احتیاج کرتا ہے اور انکی انتی کرتا ہے پھر انکے اوال کو نقل کرتا ہے۔ کویا کہ تم سب صحابہ کرام کو معاویہؓ کے فلم اور اجہا پرستیں پاگئے اور اسیں کویی ممتاز

معادیہ رہنے مذینہ شریف میں خطیہ دیا جبکہ وہ مذینہ شریف آئے ہوئے تھے۔ چنانچہ خطیہ عاشوراء کے دن ہوا۔ اس میں فرمایا اے اہل مذینہ انہار نے علماء کہاں ہیں۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تابے فرماتے تھے۔ یہ عاشورے کے کارروزہ تپر فرض نہیں کیا گیا اور میں خود روزہ سے ہوں پس جو شخص تم میں سے ہے چاہے روزہ رکھے اور جو افطار کرتا چاہے افطار کرے۔ اسپر نو گئی فرماتے ہیں کہ معاویہؓ کے اس فرمانے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے کسی شخص کے متعلق ستا ہو گا۔ جو عاشورہ کے روزہ کو واجب کہتا ہو گا یا حرام کہتا ہو گا یا مکروہ کہتا ہو گا۔ اس لئے معاویہ رضی نے ان کو معلوم کر لیا کہ ہتو فرض ہے نہ حرام ہے اور نہ مکروہ ہے اور اس کو مجعع عظیم کے خلیفہ بنیان فرمایا اور ان کے ساتھ کسی نے جواب نہیں دیا۔ تو اس سے ان کی فہمت علم فقه میں اور وقت اجتہاد خلاہ ہو گئی، بلکہ ان کا اس (فقہ) میں بہت بلند پایہ ہوتا ثابت ہوا۔ کیونکہ مخالفین کو خوب ایچھی طرح سے دعوت دی گئی۔ کہ (اگر ان کے اندر رہت ہو تو) وہ ان سے مناظرہ کر لیں۔ چنانچہ ان کو ان سے مناظرہ کیتے دیکھنی طور سے ہوتی اور نہ ہی ظاہر ہیں ہوئی۔

دلیل مذکور پر اعتراض | یہ اعتراض تقریباً مذکور پر نیکا جاوے کے حضرت اور اس کا جواب | معاویہؓ نے ان ایام میں خلیفہ وقت تھے۔ لوگ اس خوف سے خاموش رہے کہ اک جو اس گے نو ہے سختی کریں گے۔ اس والستے کو ہم کہتے ہیں۔ یہ گمان اس شخص کے حق میں متوجہ نہیں ہو سکتا کہ جس کے متعلق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہو کروہ میری ساری استیں میں سے زیادہ حلیم (مردبار) ہے۔ پس جس کے اندر ہے اتنا بڑا وصف ہو۔ اس کے ساتھ کسی ملی مسئلہ میں مفتک گرتے ہوئے کس طبع کسی کو خوف ہو سکتا

ابو بکر صدیق بن واسطہ علیہ السلام فلان غان

سین و اذل هن اسلم من الشاعر خلیفۃ الرشیف
رئیس ترمذی شریف جلد ۳ ص ۲۷۴

حضرت صدیق کا علیہ شرف | محمد بن سعد

حضرت امام ابو شیخ عائشہ رضیتھے، روایت کرتے ہیں کہ آپ کا ناگہ کوڑا چاہا۔ چھپر ابدن اور خارہ باک ذرا پچھے ہوتے تھے۔ آپ کا پانچا سنت پچھے کو کھسک جاتا تھا۔ پیشائی پر اکثر پیشہ آیا رہتا تھا۔ آنکھیں نیپی رکھتے تھے۔ پنہ پیشائی تھی۔ انگلیوں کی ہٹریں گوشت سے خالی تھیں۔ آپ ہندی یا سکم (کنہیہ) کا خصا بیکار کرتے تھے۔
(تاریخ الحلفاء مترجم ص ۹)

حضرت ابو بکر صدیق کا اسلام | امام محمد ترمذی

خدریؑ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو بکرؓ نے بوقتِ فتنتیہ خلافت ارشاد فرمایا۔ کیا یہیں تم سب سے خلافت کا زیادہ ارادہ نہیں کیا یہیں سبکے پیغمبر اسلام نہیں لا یا ہوں اور غیرہ وغیرہ۔

(۱) حضرت امیر علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سبکے پیغمبر حضرت ابو بکر صدیقؓ نے اسلام لائے (روایت کیا اس کو محمد بن ابی عمار کرنے)

(۲) محمد بن سعدؓ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو بکرؓ سبکے پیغمبر اسلام لائے۔

(۳) امام وحدت شیعی فرماتے ہیں کہ: ”میں نے ایں عبارت سے عرض کیا کہ سب سے پہلے کون مسلمان ہوا؟ آپ نے ارشاد فرمایا حضرت ابو بکرؓ“

(۴) بعضوں نے کہا ہے کہ آپ کل صحابہ اور تابعین وغیرہم سے پہلے ایمان لائے تھے۔

(۵) ان اقوال کی تطبیق اس طرح ہے کہ مردوں میں اول

بخاری رضی اللہ عنہ

(۶) (مولیٰ عبیب اللہ صاحب ارشادی کے قلم سے)

حضرت ابو بکر صدیق کا نسب نامہ

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تعالیٰ عنہ خلیفۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ آپ کا نام راجی عبد اللہ بن ابی قحافہ عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب، الفرشتی تھی ہیں۔ آپ نسب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملتے ہیں۔ (تاریخ الحلفاء مترجم ص ۹) فتح البیان پارہ ۳ ص ۲۷۴

واما نسبہ فهو عبد الله بن عثمان بن عاصی بن عمر وبن کعب ابن سعد بن تیم بن مقرة بن کعب بن لوی بن غالب مجتمع مع النبي صلی اللہ علیہ وسلم فی موتة بن کعب (فتح البیان پارہ ۱۷۲) ص ۳۵۲ ارشاد اساری جلد ۲ ص ۹۶ فیض البیان جلد ۱ ص ۱۳۱

حضرت صدیقؓ کی عمر شرف | رضی اللہ عنہ پیدائش

تلہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دو برس دو سو ہفتے پیغمبر پیدا ہوئے اور جب آپ کا انتقال ہوا تو آپ کی عمر شرف تریس سال کی تھی۔ آپ نے مکمل طبقہ تیس ہی پروردش پائی اور سو اسے ضرورت تجارت کے آپ کبھی مکمل طبقہ نہیں بدلے۔ آپ اپنی خوم میں مادر ارہتے۔ آپ میں مرقت اور احیات کا مادہ بنت زیادہ بھاتا۔ قوم میں مزد بمحجہ جاتے تھے۔ (تاریخ الحلفاء ص ۲۷۴)

وقال بعض اهل العلم اذل عن اسلام بن الرجال

ابیال اور امیر کو

(از مولانا حافظ سید محمد ادريس صاحب پردیسہ دینیات)

ایم، آے، آو کالج امرتسر

چند سال کی بات ہے کہ قسطنطینیہ خلافتِ اسلام کا مرکز تھا اور تمام دنیا کے مسلمان اختلاف رہنگ و نسل کے باوجود عثمانی حکومت کو محاذِ اسلام مجھتے تھے فقط بخوب عظیم کا طوفان اٹھا اور چند دنوں میں یورپ کے کھنڈوں نے سلطنت عثمانی کے حصے بخیرے کر دا لے ترک نوجوانوں نے جب دیکھا کہ ان کا محبوب دن یورپ کے ہستہاری پنجوں کا شکار ہو رہا ہے تو انہوں نے جانوں پر گھیل کر اور رخون کی قیمت ارزان کر کے اپنی آزادی کو برقرار رکھا اور اقوم عالم کو کہنا پڑا کہ "أَتُرْكُوا التَّرْكَ وَ مَا تَرَكُوْكُمْ" فوجوں ترک نے مادرِ دن پر اپنے خون کی بھیت چڑھا کر اُسے آزاد تو کرالیا۔ لیکن خلافت کی وہ قباجس نے اُسے عالمِ اسلام کا سر تاج بنار کھا رکھا۔ اس نے خود ہی اپنے جسم سے آزادی اور یورپ میں نئی تہذیب نے اس کی آنکھوں کو ایسا خیرہ کر دیا کہ اُسے ہر اس چیز سے نفرت پیدا ہو گئی۔ جس کو کسی تکسی درجے میں قدامت سے لگاؤ تھا۔

مقدطفے اور کوئی سردی سردو

گفت نقش کہنہ را باید زدود

اس پر داکٹر سر محمد اقبال مرموم فرماتے ہیں کہ داقعی مسلمان قدمات پرستی اور سوامات میں یہ پیش کر خدا کے عمل کو کھو چکے ہیں۔ لیکن کیا ان میں جذریہ عمل اور جوش تی پیدا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ ان کو یورپ کی روایتی عیاشی اور تباہ کن فیشن پرستی کی دعوت دی جائے؟ نہیں! اہرگز نہیں!

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو میں حضرت علی رضا عورت بنی میں حضرت ام المؤمنین خدیجہ الکیریہ کے ایمان ادا کے۔ یہ توجیہ سے اول حضرت مولانا امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمائی ہے۔ (تاریخ الحلفاء ص ۹۰)

شراب و شعر سے نفرت

(۱۵) محدث ابن عساکر حضرت عائشہ رضی سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی تے جاملہت یا اسلام میں کبھی شر نہیں فرمایا۔

(۱۶) محدث ابن عساکر حضرت عبد اللہ بن زبیر سے روایت کرتے ہیں کہ ابو بکر صدیق رضی نے کبھی شر نہیں فرمائے۔

(۱۷) محدث ابو حییم "حضرت عائشہ سے روایت لائے ہیں کہ آپ نے جاملہت ہی میں اپنے اوپری رباب حرام کر لی تھی۔

(۱۸) محدث ابن عساکر رضی فرماتے ہیں کہ صحابہؓ کے ایک مجمع میں کسی نے حضرت ابو بکر رضی سے دریافت کیا کہ جبلہ کبھی آپ نے شراب پی ہے۔ آپ نے اللہ سے پناہ مانگ کر فرمایا کبھی نہیں۔ اس نے پھر کہا کہ کیوں۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ تاکہ بدن سے بُونہ آئے۔ اور مرداتِ دائل نہ ہو۔ کیونکہ شراب پینے سے بدبو آیا کرتی ہے۔ اور مردات جاتی رہتی ہے۔ یہ خبر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو حضور پُر نذر نے دو مرتبہ ارشاد فرمایا۔ ابو بکر رضی پسح کرتے ہیں۔

(تاریخ الحلفاء ص ۲۸۵)

(باتی آشہ)

ع ترتیبہ سابت کے معاذلے سے یہ فہمن صلی اللہ علیہ وسلم پر دفعہ ہونا چاہئے تھا۔ لیکن چونکہ مضمون درس سے ملا۔ اس نے اس کو پہاں درج کیا جا رہا ہے۔ (دریں)

جسم کی پورش میں نہیں ہے۔
ظرفیتیا در نہاد کائنات
نیست از تعلیمی تقویم حیات

اگر کائنات پر چھا جانا منظور ہے اور انسانیت کے
معمار کو بلند رکھنا مقصود ہے تو اس کا راز روحانی تربیت
ہی میں پڑھے۔

زندہ دل خلائق عصاہد و ہور
پاٹش از تعلیمی گرد پیے ضور

اگر ان کے دل میں واقعی نوایاں موجود ہے اور وہ
بہیت کی طرف گرتا نہیں بلکہ رحمائیت کی طرف بڑھنا
چاہتے ہیں تو ان کی رہنمائی کے لئے ان کی "ایمانی راست"
اور خدا کا آخری قانون کافی ہے۔

چون سلمان اس اگرداری عجھر

در حمیر خوشیں در قرآن سحر

قرآن مجید سینکڑوں تہذیبوں اور بے شمار مدد نوں
کا خزانہ ہے۔ اس کا ایک ایک لفظ اور ایک ایک حرفاً
تعلیمی غیر کی رسیوں کو کاٹ کر ایک نئی تہذیب برپا کر دیتا
ہے۔

صد جہاں تمازہ در آیات است

عصر، پھیپیده در آنات است

تہذیب یورپ کی ملتع کاریوں اور خود غرض اقوام کی
دسمیہ کاریوں کو فتاویٰ کرنے کے لئے قرآن کی صرف نیک
آیت کافی ہو سکتی ہے بشرطیکہ کسی کے سینہ میں
معنی رس دل موجود ہو۔

یک جہاں شععر حاضر ایس است

یک اگر در سی عدل معنی رس است

نوگرد کعبہ را رخت حیات
گھر را فرنگ اس کیش لات و منٹا

مُرُكْ نوجوان اگر عجیت پیش تھا۔ تو بے چالیسے تھا کہ صحیح
مندوں میں حدت اختیار کرتا۔ یہ کیا کہ جس بیاس کو کہنے
اور باعث شرم سمجھکر یورپ میا زدہ ہے اور جن خیالات اور
اعمال کو مضر جان کر اس کی منای کر رہا ہے جس نے انہیں
باتوں کو از سفر نہ اپنی بجا۔ قوم میں واج دینا شروع کیا۔

مَنْ جَوَّهْ جَاهِلُوْيَ حَلَّتْ بِهِ الْمَذَادَ اَمَّةَ هـ

شیک را آہنگ کو درجناگ نیت

تازہ اش جز کہنہ افرنگ نیت

اسلام کسی کی نفل آنارے کو یا لوگوں کے خود ساختہ

اصحولوں کو اہمیت نہیں دیتا۔ وہاں تذہابت خداوندی

مفتیت ہے۔ قرآن شریف اس کا قانون ہے باور بی کیم

اس قانون کے نافذ کرنے والے ہیں بلکہ نوجوان ترک

پر یورپ کی ملتع کاریوں نے ایسا جادو کر دیا ہے کہ وہ

سرکنہ اسلام مدینۃ اور سرکار احمدینہ کے سرحد پر کوچہوں کر سراپ

یورپیک طرف بڑھ رہا ہے۔

سینہ اور ادالے دیگر بود

درخنیرش عالیے دیگر بود

وہ جس سچتہ عزم کو لے کر اٹھا تھا، اس کو چاہئے تھا

کہ اخیر تک اسی پر قائم رہتا۔ اور جس طرح اس نے اور وطن

کو اغفار کے پنجے سے چھڑا تھا، اسی طرح اہل وطن کے دل

و دماغ کو مغرب کے زہر میلے اثرات سے چھاتا۔ تجھب ہے کہ

آج یوہی فولادی عزم اخیر کفے والا شخص تہذیب یورپ کے

ساتھے ہو می طرح درم سوگیجاہیے اور ٹھیک انہی سانپوں

میں دھصل رہا ہے جن میں اہل یورپ دھملے ہوتے ہیں۔

لا جرم با عالم موجود ساخت

مشیل عالم اور سفر نہ ایں علم گداخت

ان کو یاد رکھنا چاہئے کہ کائنات کی ترقی کا راز

اہل دعیال کی مزدوریات کے قابل بھی معاومنہ نہیں دیتے۔ انہیں خیر برق اور محنت کرنے والوں کی محنت سے بہت کچھ نفع حاصل کرتے ہیں اور ناجائز عیش و غرثت میں مصروف رہتے ہیں۔ لیکن مزدود دن کا حقیقی محنت کبھی باکھل نہیں دیتے کبھی پڑھکل بہت کم دیتے ہیں۔

اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ سرمایہ دار سب ایک طرح کے ہوتے ہیں۔ نہ یہ مطلب ہے کہ سرمایہ داری فی نقش بھی چیز ہے۔ تمدن و محاشرت کی ترقی کا آئینہ مزدودی جزو سرمایہ ہے۔ علی اوصیتی ترقیوں میں زبردست حصہ سرمایہ داروں کا ہے۔ اسلام نے ماں کو جزاۃ دنیا کی زینت کہا ہے۔ سرمایہ داری کو خدا کا فضل بتایا ہے۔ دولتندی خدا کی ایک ثابت ہے۔ وہ جس کو چاہتا ہے دیتا ہے لیکن واقعہ بھی ہے کہ سرمایہ داری کے ساتھ کبرو فرد اور ظلم بھی عموماً ساتھی ساتھ آتا ہے جو دنیا کی پھریں محنت ہے۔

ہمیشہ اور ہر زمان میں سرمایہ داری اور دولتندی کے ان تین سماں کو روکنے کی عقلاء نے کوشش کی بیکار قطعاً کوئی نتیجہ برآمدہ نہ ہوا۔ حتیٰ کہ بڑے یہڑے خود فکر کرنے والے یہ کہنے لگے کہ "دنیا غیر یعنی کے رہنے کی جگہ نہیں ہے" یعنی ان ظالم کاستہ یا بناکن ہے اور رفکتوں ہی کی ایک جگہ اس نتیجہ پر پہنچی کہ اصلاح کا طریقہ صرف یہ ہے کہ سرمایہ داری ختم کر دی جائے اور "اوقتادی سادات" قائم کر دی جائے۔ اوقتادی سادات کی تحریک بھی غیر عالم بدت سے دنیا میں جاری ہے، لیکن ایک وقت یونانیوں میں ان کا بلا روز بہذا تھا۔ وہ مری دفعہ ایران کے مژوکیوں نے تقریباً ۳

ڈیڑھ سو برس کا کسہ پوری قوت سے اس کو جاری رکھا، مگر کوئی ملینی تیسی براہ رہو ہوا۔ سارا ملک تباہی میں بٹلا ہو گیا۔ یہی تحریک کو ہم اصلاح کے ساتھ اب تک شدم کے نام سے تقریباً یورپ کے کل ملک ساتھی میں زور کپڑا رہی ہے۔ اور یہی تحریک کچھ علی تجدیلی کے ساتھ کیونہم کے نام سے دس کے

منظورات

تھیک دلت اور اسلام

(اذ چناب مولانا ابوالبرکات محمد عبد الرؤوف حسان دامت پریست)

اسلام کا اقصادی قانون اس بنیاد پر قائم ہے کہ ہر مسلمان پر فرض ہے۔ ٹھیک اسی طرح جس طرح خدا اور جی فرض ہے۔ کوئی مسلمان زکوٰۃ کی فرضیت سے انکار نہیں کر سکتا۔ اور جو انکار کرے تو وہ مسلمان نہیں ہے سکتا۔ اسلامی حکومت کا اذیلوں فرض یہ ہے کہ بہت المال قائم کرے اور زکوٰۃ کے اموال کو اپنے مجدد لوگوں پر طبیع کر لے کا انظام کرے۔ اموالی ظاہر و کی زکوٰۃ اسلامی حکومت جبراً اموال کرے گی۔ اہل باطنہ ہیں کا حال حکومت کو نہ معلوم ہو سکے۔ یا جس کی حفاظت کا ذمہ حکومت نہ لے سکے اس کی زکوٰۃ اور زنا بھی ہر مسلمان پر فرض ہے۔ اور بغیر اس فرض کے ادا کئے نجات نہیں ہو سکتی۔

البتہ اموال کا اختیار ملک نصاب کو ہے۔ خود تحقیقیں کو دیکھا دادہ بھی بہت المال میں داخل کر دے۔

اسلامی تعلیم کی رد سے ملک کے کل اموال نامیہ کا چالیسوال حصہ اور کل پیداوار کا دسواں حصہ اور کل جاذب کا کا ایک مقررہ حصہ ہر سال ایسے لوگوں پر تقسیم ہو جائے۔ کیا آبتداء اے آفریش سے اپنک دنیا کے عقلاء نے کسی قوم یا کسی حکومت کے کبھی کوئی قانون یا کوئی قاعدہ ایسا بنایا ہے جو ایسے جبور انسانوں کے لئے اس سے بڑھ کر یا اس کے مثل مفید ہو اور مقابل قبول بھی ہو؟ یہ صرف اسلام کی خصوصیت ہے۔

ہمیشہ ہر ملک اور ہر قوم کی حالت یہ ہی ہے کہ ملک کا مختصر طبقہ دولتند اور سرمایہ دار ہوتا ہے۔ اور اسی ملک کا بڑا حصہ غریب اور بغلس موتا ہے۔ سرمایہ دار دولت کی طاقت سے غریبوں کو ستائے ہیں، مجور رکھتے ہیں، ان سے جفا کشی اور محنت کا کام لیتے ہیں، لیکن ان کے اور ان کے

شامل جائے گی۔ اور ان کو بہت سے مصائب سے بچات میں
ہو جائے گی۔ اور یہی چیز ہے جس سے یہ تحریک آبادیوں کے
کثیر حصہ کی کشش اور دھمکی کا باعث بن گئی ہے۔ تحریک ہر ہبے کے
نتیجے کے اعتبار سے یہ تحریک لگکر کسی کی سخت بتابی اور ہربادی
کا سبب بن گئی۔ لگکر کی تمام آبادی اور اقتصادی قوت کو ایک
جگہ جمع کر دینا اور افراد ملک کو بالکل مخلوق بنا دینا سخت
خاطرناک طریقے ہے۔ یہ کہنا کہ ملک کی جمع شدہ قوت دولت
قابو نہیں ملک کے افراد ہی کے قبضہ میں رہے گی۔ بڑا سخت دہکا
ہے۔ وہیں کی تحریک ابھی وہاں نیز میں ہے اور اب
یہاں انہیں لوگوں کے قبضہ میں ہے جو خلاص تھے اور اپنے
اصول کے واسطے ہر طرح کے ایشار و فرباتی کے لئے تیار رہتے
لیکن ان کے ایشار و فرباتی سے تحریک کے خاطرناک پہلو
کا سداب پہنچیں ہو سکتا۔

اس کے علاوہ اگر اس خطرے کا سداب پھی ہو جائے
اوہ دنیا میں اقتصادی مصادر قائم بھی ہو جائے تو یہ چیز دنیا
کے لئے مفید نہیں ہو سکتی، افسوس ہو گی اور منشاء الہی کے خلاف
ہو گی۔ دنیا کا تمام کام اختلاف مرتب کی وجہ سے چل رہے ہے
اقتصادی فرق ہی چیز ہے جس کی وجہ سے انسان بڑے سے بڑا
تشکل اور خاطرناک کام انجام دے سکتا ہے۔ اسی فرق کی
 وجہ سے انسان سخت سے سخت و ماغی اور جسمانی جدوجہد پر
مجور رہتا ہے اور یہی جدوجہد اور مسابقت ہر طرح کی عملی اور
صنعتی ترقی کا ذریعہ بنتی ہے۔ فرق مرتب اور مالی امتیازات
مصادر یہیں جائیں تو علی کاموں کی تبلیغ بالکل ناممکن ہو گی۔
اسلام نے حقیقی مصادر کی تعلیم دی ہے، اس کو قبول
کیا اور جائز رکھا۔ حضرت عائشہ عزیزی روایت ہے، حضور نے
فرمایا "انزلوا الناس منازلهم" ایمر کی اطاعت ہر سماں
کے لئے لازمی قرار دی۔ ہر جماعت اور ہر خاندان کے لئے ایک
وامر کا سلسلہ قائم کر دیا۔ حتیٰ کہ حکم دیا۔ اذا کنتم ششة
علی سفیرا فلیمومواحد کمد۔ یعنی تین آدمی سفر میں، ہو تو

نظام حکومت کی بنیاد بیٹھی ہوئی ہے۔
میں نہایت اختصار کے ساتھ عرض کروں گا کہ مصادر
حقیقی یا اقتصادی مصادر کی تحریک میں قائم کی بھی ہو،
غیر فطری، غیر مستقل اور سخت نظر ہے۔ اسلام اسی تحریک کو
کو پسند نہیں کرتا۔ اسلام نے جسم کی مصادر کا حکم دیا ہے
وہ اور چیز ہے۔ جیسا کہ آگے معلوم ہو گا۔

اقتصادی مصادر کو جملہ قرار دیتے ہیں اب تک
دو صورتیں معلوم ہو گئی ہیں۔ ایک یہ کہ ملک کے بھیجی احوال
قابل انتفاع ہیں ابھر طلاقہ ہو۔ یعنی جس شخص کو جس چیز کی
حاجت ہو۔ اس سے کوئی اس کو د سکے۔ جیسا کہ
ٹرڈر یوں کا صولح تھا۔ اس صورت کا تجربہ ہو چکا اور ابھر طلاقہ
کے ساتھ نہ کہ ملک ناممکن ہے اور نظم ہو تو تباہی لازم ہے دوسری
صورت یہ ہے کہ ملک کی کوئی قابل انتفاع چیز کسی کی ملک
خاص نہ ہو۔ زمبابو طلاقہ ہو، بلکہ سب
چیزیں اہل ملک کی ملک تشریک ہوں۔ جیسا کہ دشودم اور
باشدودم کا مشترک ہاصل ہے۔ اس صورت میں نظم حکومت ناممکن
ہے۔ لیکن اس کا استقلال ناممکن ہے۔ اس لئے کہ ملک
کی پوری قوت اور ساری دولت علاً حکومت اور فوج کے اندما
تک ہو جائے گی۔ گو طائفی اتفاق میں کتنا ہی محدود کیا جاتے
اور رعایا کی ساری قوت مسلوب ہو جائے گی۔ اتنی بھی نہ رہیگی
جتنی سرمایہ داروں کے نظام چہروں میں رہتی ہے۔ یعنی یہ ہو گا
کہ حکومت کی باگ بھبھکت ایسے لوگوں کے ہاتھ میں ہو گی۔
جو ایسا پیشہ ہوں اور قانون کا تباع کریں، نظم قائم ہو گا،
لیکن اگر رجبار ملک حکومت و فوج قانون توڑنا چاہیں تو رعایا
مسئلہ اختیار ہو گی، اور حکومت کے غیر قانونی افعال کی
برافحت اتنا بھی نہ کر سکے گی۔ جتنا سرمایہ دار ملک کی رعایا
کرنی ہے۔

سو ششہم اور بالشوزم کی تحریک کا نتیجہ بظاہرہ مسلم
ہوتا ہے کہ فری طور پر غرباً اور سر زدہ پیشہ لوگوں کی حالت

عرض حال۔

محلہ مرکزی حزب الانصار اور فوج محمدی کی کارکردگی

بھی پریس کمپنی میں بھی اور عین منقولاً میں بھی، اور اسی بنا پر کسی پر لڑکوہ زندگی پر حرام کیا۔ کسی پرچم فرض کیا، کسی پر نہیں، بلکہ بھی کسے جوان پر فراخض کا قانون نازی قرار دیا۔ کسی شخص کا مال بغیر اجازت جبری لینا

انصار نے کافر فرن کے

مزقہ پر پدمت خلق میں

نایاب حصہ لیا، عالمی جانب

صاحبزادہ محمد فخر الدین ممتاز

قائد اعلیٰ الحسکہ اور سیدی محمد شاہ

صاحب قصوری امیر ساکر

حلفہ مغربی نصف کریم

جہالت نظمات کی تکرانی

کی بڑگ سکالا باغ بکٹ

چاند نہ بوجھ پھٹکت ۱۹

ضیغ امدادیو ۲۰

دو گھنی جام عقول کے نایابی کا

درستہ کارکافی تعدادیں

شامل اجلاس ہوتے

میری کی جماعت کے

ضنا کاروں نے جس

تشیعی اور محنت سے

چھانوں کی خدمت کا فیضہ

اجرام دیا تھا کی بنیاد پر

مشتعل افرین و خسین ہیں

تمیلی و فرو

حضرت امیر حزب الانصار ص ۴۳

انپر میں سے ایک کو امام بنالا۔ میر و ماہور کے ملیحہ ملیحہ حقوق تبادی ہے۔ افراد و اشخاص کی ملکیت کو جائز تسلیم کیا جائے؟ منقولہ میں بھی اور عین منقولاً میں بھی، اور اسی بنا پر کسی پر لڑکوہ زندگی پر حرام کیا۔ کسی پرچم فرض کیا، کسی پر نہیں، بلکہ بھی کسے جوان پر فراخض کا قانون نازی قرار دیا۔ کسی شخص کا مال بغیر اجازت جبری لینا ناجائز کیا جلال بال کے

حصول و طلب کی غیرت

دلائی تجارت، ملکیت اور

حکومت، صفت و قدرت

اوہ مال جمع کرنے کیلئے

سارے صلاح و سائل

کی ترقیب دی۔

یہ ساری باتیں

اسپر وال ہیں کو سلام

نے ان ان کے

فرقہ راست کو جائز

رکھا ہے اور خاص سلامی

احکام میں بھی اس فرقہ کو

ملحوظ رکھا ہے۔

باوجود اس کے سوالیا

داری کے مذموم اثرات

کو روکنے کا ایسا تکلیف

انتظام کیا ہے جو نہ

سولہم سے ہو سکتا

ہے ذکیور نرم سے۔

(عصر جمیلی)

تسلیم

سلیمان اور ریڈلو

اللہ باو میں بھگالی لشیری کافر فرن کے اجلاس میں پر و فیر آئے۔ تیز بھی

نے صد محلہ استنبالیہ کی عیشیت سے فرمایا:-

”نوجوان مردوں اور عورتوں کے لئے سینما اور ریڈلو دنوں

متعزز ہیں۔ ان سے ان کی صحت پر بہت برا اشر پڑتا ہے۔ جو

وقت نوجوانوں کی تفریح، کست اور ہدا خوری کا ہے اور تازہ

ہوا کھانے کے سجاۓ یہ نوجوان بند کروں میں جم ہو جاتے ہیں

اور اس طرح ان کی صحت تباہ ہو رہی ہے“

تیز خیال خدا نجۃ سستہ کسی دیقازی ملٹا کا نہیں ہے۔ ایک بڑو فیصلہ کا

خیال ہے اور کون ہے۔ جو شاخ کے المتبادر سے اس کی تکدیب کر سکے ہے سبھا

اور ریڈلو یو یقیناً صحت کے لئے سخت نظر ہیں۔ اور اس کے علاوہ یہ کہ ازادی کو

کرنے کا نہایت ہی مخوس ہتھیار ہے۔ ریڈلو نے سب سے کہدا ہے کہ زبان میں

بند رکھواد کان کھول کر حکومت کا پڑو پیٹھا سنت رہو۔ سینماوں کا اعلان ہے

کہ سب کچھ آنکھوں سے دیکھو اور روز پہ یہ صحت اور وقت کو بر باد کر کے دیکھو

اور کچھ چاپ گھروں کو جلے جاؤ۔ آزادی انسان کی عزیز تریں متاع

حیات ہے۔ مگر دیکھو اس پر حکومتوں نے کس طریقے سے داک دالا ہے

تم کچھ نہیں بول سکتے۔ مگر سب کچھ ششن سکتے ہو۔ سنوا و سرد صنو!

حکومتوں کے شیطانی ہتھکنڈے الامان وال حفیظ۔

(”زمزم“ ۱۹ امر بارچ ستمہ)

ساتھ ہوش رہا

اُفتابِ مرشد و مہاریت غروب ہو گیا

حیف در پیش زدن صحبت یا آخوند
ردئے گل سیرندیدم و بہار آخوند
مورخ ۲۴ صفر پروز پختہ نبی حضرت اقدس نور اللہ تعالیٰ
مرقدہ کا جسد مبارک کا پور سے خانقاہ شریف پہنچ گیا
وفات کی خبر بر ق رفتاری کے ساتھ ملک کے طول و عرض
میں پہنچ گئی۔ ہزار ہا خدام بے تابی کے ساتھ حاضر ہو گئے
ریلوے ٹیشن کنڈیاں سے خانقاہ شریف کا فاصلہ نہ
میں کاہے۔ ہر شخص جنازہ مبارک کو کندھا دینے کی
سعادت حاصل کرتے کے لئے صاف نظر رکھا۔

بوقت دس بجے صبح خانقاہ شریف میں نمازِ جنازہ
حضرت مولانا محمد عبد اللہ صاحب نہ ہی ان لوگوں سجادہ نشین
کی اتنا میں ادا کی گئی۔ اور حضرت اقدس قدس سر العزیز
کا جسد مبارک پر درجا کر دیا گیا۔

قطعہ تاریخ

از استاذ الاطباء مولانا عبد الرحمن صبا
حضرت ابکم خاتم خود چوں زدنیا نے دامنستہ
قبلہ بوسد احمد اکسل قرب حق یافتہ بمنته رفت
عبد تاریخ نوت با غسل گفت ہادی بدارجتہ نفت

۴۰ جم ج ۱۳۷۶
حضرت اقدس قدس سر کے علمی کمالات، اخلاقی علیورت
اور شدید بیان کا تذکرہ ان چند سطور میں بیان کرنا چاہی
ہے۔ حضرت کی زندگی کا دستور اصل تنہائی سنت کے

آہ باسز میں چجانب جس مقدس وجود کے اوار و فیوضات
سے الالق ہی جس بائی ناز ہستی کی بدولت ضلع میانوالی کے
قصیہ کندیاں کے قریب خانقاہ سراجیہ مجددیہ کے نام سے
علم و طریقت کا مرکز قائم تھا۔ وہ علم عمل، معرفت
و تحقیقت، شریعت و طریقت، اور رشد و بیان کا آفتاب غروب
ہو گیا۔ وہ حسن و نوبی کا پیکر، سید العالم و اصلیہ اور الفضل،
محروم العالم، رأس الحشین، قدوة السالکین، امام العارفین،
یقوم زمان، مجتبہ و دوران حضرت مولانا و مرشدنا و سیدنا
ابوالسعد احمد رفان صاحب قدس سرہ و معزیز اپنے ارادت نیز
اور خدا م کو دار غیر مفارق تھے۔ اتنا یہ دو ایسا ایڈ جو قوی
حضرت اتفیں نور اللہ تعالیٰ مرقدہ ایک عرصہ سے
خنیق نفس، جگد و گردہ کے مختلف عوارضات سے بیمار رکھے
اوستاذ الاطباء حکیم مولانا عبد الرسول صاحب تمام الملک
حکیم عبد الوہاب صاحب الصاری عرف حکیم نام بینا صاحب
دہلوی کا علاج خاص اہتمام سے ہوتا رہا۔ اکثر علاج کا بینا
رہا، مگر عوارضات کے آضری ذورہ میں کاپور کے قابل ترین
ڈاکٹر عبد الصدر صاحب ایم، ایل، اے کا علاج کر دیا گیا۔
ڈاکٹر صاحب کے علاج سے جملہ عوارضات دفع ہو گئے۔
اویطلا ہر کوئی شکایت باقی نہیں۔ مگر قدرت کو جو منظور تھا
ہو کر رہا۔ مکمل ہن علیہا فان ویبیتی ذوالجلال اعلیٰ الکرام
مورخ ۱۲ صفر ۱۴۷۶ھ سلطان ایا ریچ سائٹہ بر و زستیہ
ہم مقام کاپور سحالت مراقبہ استغراق کا غلبہ ہو گیا اور کاپ
دان کے ۱۱ بجے وہیں حق ہو گئے۔

میں متاز تھے، کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت کی۔ اور کئی سال خانقاہ موئی ذی شریف میں حضرت خلیفہ محمد عثمان صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے جانشین حنفی و مولانا حضرت حاجی محمد صراحت الدین صاحب قدس سرہ کی خدمت میں مقیم رہ کر سلوک نقشبندیہ مجده دیہ کی تکمیل کی۔ اور علوم طاہری دباطنی کے جامع کمالات بنے۔ حضرت حاجی دوست محمد قندر اری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا سلسلہ بولا طریح حضرت شاہ احمد سعید صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ اور حضرت شاہ ابو سعید صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ حضرت شاہ غلام علی صاحب دہلوی قدس سرہ العزیز سے جامل تھے۔

ہمارے حضرت قدس سرہ نے مندرجہ پر مجھے ہی طالیاں ہدایت کوئے عرفان سے سرشار و سقینے کرنا شروع کر دیا۔ ہزار ۴ تشنگاں ہدایت اس خصیہ میں سے سیراب ہوئے۔ آپ کا فیض کسی خاص خط سملک کے لئے مخصوص نہ تھا۔ ہندی استاد مسی، چنائی، بنگالی، افغانی، مکرانی اہرقوم و ملک کے لوگ آئے اور اپنے لئے سرمایہ سعادت کے گئے۔

حضرت مرحوم کے علی درود حنفی کمالات کے ساتھ تھے ملکہ اتاب سونے پر ہمہ اگر تھا۔ تبoul ہدایا میں ہمیشہ غنا دسیر چنی کا پہلو غالب تھا۔ خانقاہ شریف میں حاضر ہوئے والے طالیاں ہدایت، سالکین، خدام، اور ارادتمندوں و مہمانوں کی خدمت، رعایت اور گرام کا خاص تجسس فرماتے۔ حضرت اقدس کے تصریفات و کلامات کے ذکر کے لئے ایک ذقر درکار ہے۔ جس کی اس مختصر تحریر میں گنجائش نہیں۔

چند سال سے شیخ اپنے متولیین اور سالکان طریق کو اشارہ و کنایت بلکہ بعض اوقات صراحت فرماتے کہ وہ علی حضرت شاہ عبدالغنی صاحب رہ استاذ الحدیث حضرت شاہ احمد سعید صاحب کے چھوٹے بھائی تھے۔

مطابق تھا اور اس پر تمام عمر جس اخلاص اور تھقامت سے عمل پیرا ہوئے۔ اس کی نظر مشرائج ہند میں نہیں بلتنی۔ آپ نے اپنے فرائض زندگی میں سب سے زیاد اہم و اشد ضروری فرض قرار دیا ہوا تھا کہ آپ کا کوئی آڈنے سے ادنے فعل بھی معیار استت کے باہر نہ رہے۔ بروقت قال اللہ و قال الرسول ﷺ کا ذکر حکم شرع کی تبلیغ اور پاہندی سنت کی تاکید چاری تھی۔ حضرت شیخ کے آباء اجداد کا پیشہ ریند اری تھا۔ اپنے خاندان میں سب سے پہلے آپ ہیں، جسیوں نے علمی کمالات اور رشود ہدایت و علم بلند کیا۔ پنجاب و ہند میں مختلف متعاقبات سے علم حاصل کیا۔ ساری عمر محدثات و فقیہات تحقیق اور عارفانہ ارشاد میں ہر کردی۔ ہندستان کے علی ہلقوں میں آپ کے تجزیہ علمی کا سکب بھیجا ہوا تھا۔ چنانچہ یہیں الحدیث حضرت مولانا سید محمد انور شاہ صاحب مرحوم و مغفور بھی ایک دفعہ حضرت کے ہاتھ تشریف لائے اور حدود رجہ حفظ ہوتے۔ اور خاص اثر لیکر وہ اپس گئے۔ جس کا کہ اپنی مجالس میں بارہ تذکرہ فرماتے تھے۔ اور دوبارہ ملاقات کے ہمیشہ تہمتی رہے۔

آپ کے حلقة میں ارادت میں بنگال، یوپی، پنجاب اور سرحد دیگر کے مایہ ناز علماء کی تیسر تعداد شاہی ہے۔ آپ کو چونکہ علم کی محبت پر رجہ کمال تھی، اس لئے کتابوں کا شوق بھی فراہم ہفت کو پہنچا ہوا تھا۔ ساٹھ سترہ زار پڑی کی ایت کاشاندار کتب خانہ خاص اپنی سی اور اپنے ذاتی مصارف سے فراہم کیا۔ پھر کتابوں کو نہایت باقایہ بھی، نفاست اور قرینہ کے ساتھ رکھا گیا ہے۔

حضرت شیخ علوم طاہری کی تحصیل کے بعد حضرت سیدنا اور لاما خلیفہ محمد عثمان ذرس سرہ العزیز سجادہ نشین حضرت حاجی دوست محمد قندر اری نور اللہ مرقدہ نقشبندی مجددی جو اپنے وقت میں سلسلہ غالیہ مجددیہ کے مشائخ

ام کو باعثِ اختلاف و خصوصت نہ ہونے دیں۔ ان ادیات
الا اصلاح میں استطعت و صاف و فتحی الا با الله
علیہ توکلت والیہ ائیب۔

تجزیہ و تکفین اور غسل و دفن | فقیر کی وفات کے

غسل و دفن میں سُنّتِ نبویہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ و تجیہ
کی رعایت لازم ہے جیسے نماز جنازہ جماعت کشیر کے ساتھ
مولوی عبداللہ صاحب کی اقتداء میں ادا کی جائے کوئی
رسم دنیوی مثلہ دہم، چھتم وغیرہ اختیار نہ کی جائے۔ مام
یں روتا، چلانا، نوشہ کرنا حرام ہے۔ اس سے قطعی پہنچ
رہے۔ ورنہ فقیر بری الذمه اور اس قسم کی رسم کے
متکب موافق ہوں گے۔ اور ایک مہفتہ تک فقیر کی قبر
پر کفر طبیہ، درود شریف، استغفار اور قیم فرقہ کے
ساتھ قواب بخشنا جائے۔ اس کے علاوہ وقت افوقیٰ
خیلت و برات کے ساتھ بھی جن میں نمائش و تفاخر کا
شایستہ تک نہ ہو، ایصالِ ثواب کیا جائے۔

سجادہ نشانی | فیر اپنا خلیفہ، جماز اور سجادہ نشانی

کو مقرر کرتا ہے جن کو فقیر نے پری تو زیر اور دل بوزی
سے نقشبندی سلوک طے کرایا ہے۔ وہ اس ملاقاتہ
شریف میں جس کا نام خانقاہ و سراجیہ بحدیہ ہے، ہتھیم
رہکر ترویج سلوک اور ترسیع سلسلہ میں ساعی رہیں گے۔
ان کی موجودگی میں کوئی دوسرا شخص خانقاہ ہذا میں سجادہ
نشانی کا دعیٰ نہیں ہو سکتا اور نہ اس کا دعویٰ سمروں ہو گا
خانقاہ کے ملکہ مکانات جن میں کتب خانہ، تسبیح خانہ،
بہان خانہ، غسل خانہ اور پاخ کمرے دروازوں کے قیام
کر لئے ہیں، سب مولوی صاحب کی تغیریں و تولیت میں

عَلَى مُولَانا مُحَمَّد عَبْدِ اللَّهِ صَاحِبِ لَدَهِيَا نَوْيِ حَفَرَتْ أَقْدِيسْ رَحْمَةَ اللَّهِ
عَلَيْهِ كَمْ صِحَّتْ میں پُودہ برس کے متواتر سفر و حضر میں موجود ہے۔

تجمیل سلک اور اصلاح باطن میں غفلت اوستی نہ
کریں۔ بعلوم نہیں، شیخ صاحب کا سایہ کب سر سے
الٹھ جائے۔ آپ کے متواتر اشارات میں قرب رحلت کی
اطلاع مضر تھی۔ حضرت نے اپنی وفات سے قریباً آٹھ
ماہ قبل وصیت نامہ تحریر فرمادیا تھا جس کا حضرت کے
خاص خدام کو علم تھا۔ اسی لئے موجب وصیت حضرت اقدس
کی نماز جنازہ حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب سعادتیں
سے پڑھائی۔ نماز جنازہ کے بعد وصیت نامہ بحیرہ مام میں مولانا
ٹلہور احمد صاحب بگوئی نے باڈی مہند پر حکم سنایا جس
میں وصیت کی تفہیم درخواست میں بوجہ شرع شریف کے
جائے کا حکم فرمایا ہے۔ وصیت نامہ کے چند ضروری
اوراہم اجزاء جن سے پرادران سلسلہ کا آگاہ ہونا ضروری
ہے اور عامتہ مسلمین کے لئے نصائح اور شعیں ہدایت ہیں۔
ذیل میں درج کئے جاتے ہیں:-

وصیت نامہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ - بَعْدَ حَمْدِ وَ صَلَوةِ تَامِ الْقَارِبِ
وَاجِبَاتِ الْحَمْدِ مِنَ الْمَاهِسِ ہے کہ چونکہ بخوار کے حدیث
متفق علیہ مباحث امری مسلم لہ شئ یو صی فیہ یہ بیت
لیلیتِ الْأَوَّلِ وَصَلِیتْ مَلَکُوْتِ بَتَهْ عَنْدَكَ - هر مسلم پر
لازم ہے کہ بلفظ احتیاط تمام امور قابل وصیت کو حیطہ
تحریر میں رکھے۔ اس لئے فقیر ابوالسعد ایسی حالت میں^۱
جیکہ اس کے ہوش و حواس بجا اور قوائے عقلیہ داد رکھی
درست ہیں اور جیکہ سچے شرع شریف افراد مقرر صحیح و تعبیر
ہے چند دھایا اپنے اقارب و متعلقات اور جماعت مسلمین
کی اطلاع کے لئے تحریر میں لاتا ہے: تاکہ فقیر کے بعد
کوئی امر موجب اختلاف اور باعث نزاع باقی نہ رہے۔
تمام اصحاب سے استدعا ہے کہ وہ ان تمام و صاباً کو حق
جانب ہونے کے ستعلق اپنا طینان تمام کرے ہوئے کسی

داجبات سے تصور کریں۔

خاص مولانا محمد عبداللہ صاحب صاحب کے لئے کلتے یہ وصیت

ہے کہ اُنل وہ بھیتیت سجادہ نشین تو سیع سلسلہ اور ترویج سلوک میں پوری توجہ اور انہاک کے ساتھ سامنی نہیں۔

دوم۔ طریقت کے آداب و شرائط کا پورا الحافظ رکھیں۔

سوم۔ اتباع سنت دعائیں عن البدعت کو اپنا فرض کمھیں۔

چہارم۔ دنیادار، امراء درؤسام کے دروازے پر جلنے سے پرہیز کریں۔

پنجم۔ اپنے برادران سلسلہ کے ساتھ خلق و خود، تو اضف و انحطیار، اور اخترت و مسادات کا سلوک رکھیں۔

ششم۔ اپنے شیخ کی اولاد کی خدمت و خیر خواہ لازم کمھیں۔ فقط۔ واخراج عننا ان الحمد لله رب العلمین۔

یہ امر خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ حضرت اقدس

قدس سرہ العزیز کی تدفین کے بعد ہی آپ کے

توسیلین میں سے ایک کثیر تعداد نے جن میں حضرت

کے خلاف بھی شامل ہیں۔ مولانا محمد عبداللہ صاحب سجادہ نشین کی تجدید بیعت کر کے شیخ کی وصیت پر عمل کر کے دھا دیا۔

(میرزا محمد نذیر عرشی۔ دہنولوی)

رہیں گے۔ وہ حسیب ہڑوت و مصلحت ان کو زیر استعمال رکھیں گے۔ کوئی دوسرا شخص ان کے تصرف و استعمال میں مزاحم ہونے کا مجاز نہ ہوگا۔

مسجد کی تولیت و امامت مسجد کے امام مولوی عبداللہ صاحب

سجادہ نشین ہوں گے۔ وہی خانقاہ کے متولی ہوں گے دونوں کی حفاظت و حمارت ان کی سپردگی میں رہیں گے۔ امام ہمیشہ مولوی عبداللہ رہیں گے۔ یعنی بھی سجادہ نشینی کے ساتھ دو امام مولوی عبداللہ کے لئے مخصوص رہے گما۔

کتب خانہ خانقاہ کا کتب خانہ بغرضہ تعالیٰ اپنی سنت اور کتابوں کی کثرت و نفاست کے لحاظ

کے پنجاب کا ایک بیٹے شالیہ علی بن گیا ہے۔ اس کی شان و رفت کو برقرار رکھنے کے لئے اس کو تمام المارتوں اور کرسیت و قوف کیا جاتا ہے۔ اس کے متولی بھی مولوی محمد عبداللہ صاحب مذکور ہوں گے۔ اب اس کتب خانہ اور اس کے تعلق سامان اور کتابوں میں توریث و تعلیک اور تقيیم جاری نہ ہوگی۔

مدرسہ تعلیم القرآن جو خانقاہ شریف میں قائم ہے اور اس کے مصارف بعض مخیر اصحاب کی ہمت سے چل رہے ہیں۔ اس کے متولی اور ہمہ تم بھی مولوی محمد عبداللہ ہوں گے۔ حتی الوح اس مدرسہ کے قیام و بقا بکر تو سیع درتی کی کوشش کی جاتے۔

برادران سلسلہ کے لئے تمام برادران سے

رشاعت سلسلہ اور ترویج سلوک میں سمجھی بلیغ کرنا لازم کمھیں۔ اتباع سنت کی شاہراہ سے سرموں اخراج ذکریں۔ اور بدعتات سے محترز رہنا اہم

و فاتح شیخ مشائخ کے او بود قیوم
فضلے ارض نماوارہ بود تاہاں
مصیبیت است بعالم کراز شنیدن او
روز جسم روان و زروح تاب توں
دفات جامع اوصاف جملہ نکو
کندھاں بعقل خرد شود پڑاں!
شداست عافیت امر و زنگ تبرما
چ چارہ ہست کن نیت حال دل پیسان
چنان دین محمد بجفت عبد کیثب!
ہیا دکارشیں و عمل نیض بخش جہاں

ہر تر

(از جناب مولانا عبدالرسول صاحب)
ہم رہے ظلت میں نالاں چھپ گیا ہے آفتاب
قطیبا قطیبا جہاں، قیوم حق عالی جناب
حضرت بو سعد احمد قبیلہ اہل صفا
سالکاں را پیر کامل گمراہ را رسخا
پوگیا تے تاب عالم دل ہر سے اندو ہیں
روشنی علم و فضیلت کی چھپی زیر نیں
کیا کریں کس سے کہیں غائب ہے حکم دا بلال
عافیت ہے تنگ ابتو زندگی ہری و بیال!
ہو گئے رخصت جہاں سے پالیا حق کا دل
کر گئے عالی جہاں کو زبده اہل کسل
ست گئے سامان خوشی کے اپویم حیران ہیں
اپنی محرومی پ دام جسم و جاں نالاں ہیں
صبر کرے عبد غیر از صبر کرچھ چارہ ہیں
نعتیں دنیا میں یہ ہر کس پ ہمارہ ہیں

قطبِ نور و فاحسرت آتا

حضرت قطب زمان فیاض دو ران ابو سعد خان
صاحب قدس سرہ نقشبندی مجددی ساکن کھوکہ
(خانقاہ سراجیہ مجددی) صنیع بیانوالی
از حکیم حافظ مولوی عبد الرسول صاحب کلام نقشبندی مجددی
ساکن بکھر پار تحریصیل و صنیع شاہ پور
بزر احیف ک شیخ اجل سرہ قیام
جناب قبلہ عالم بہر نور عیان
جناب حضرت بو سعد احمد اکرم
ولی کامل داکمل سراج دینیں زماں
ہ بست رخت ز عالم بڑائے و ضبل خدا
شوند پھرہ اوزر حشیم خلق نہماں
بماہ صفر مظفر بر روز دوازدہ،
شتافت روح ببارک بسوئے باغ جناب
بگشت تیرہ و تاریک روئے ہمہ نہ میں
چتن و انس دلائیک مقادہ شور و غناس
مزد کہ گری نہایت دل بخسم و افلک
شوند چمد موالید و اسطقش نالاں.
دفات شاہ مصیبیت بود پئے ملاش
خراب حال شنیدش ملازم دارکاں!
تباد عمال رعیت بود ممات اہیں
حزین ذہن شوندش اعزہ داعیاں
دفات عالم عامل جماعت عالم ہست
خصوصاً آں کہ بود اہل تقوی و احسان
دفات عارف باہم ظلت آفاق!
ہمی شود پئے اہل بصیرت و ایقاں

مجلسِ مرکزی حزب الاصارِ بھیرہ کا گیارہواں میم شاخ

فیضیٰ گماں مبرک غم دل نہفتہ ماندہ اسرائیل عزیز توال گفت گفتہ ایم

(از مولانا محمد حسین صاحب شیخ ق صدر مدرس مدرسہ عزیزیہ بھیرہ)

مجت کی آگ شتعل ٹھی بھولے ہوئے افسانہ کو نئے سر سے ڈھلنے پڑا
کی تجویز کا تخلیل بھی اگر میرے آج دنے تو نعمت ہے ۵
زخم ہم ہی ہی نعمت شادی نہ ہی

۱۴ دفعہ کا سالانہ جدی بھی سمینار ایک نالی شان فیوٹ کا ہے۔ میں اسی
حامل رہا۔ ۱۳ اب اپنے جمع کے دن ساہماں گذشتہ کے دستور کے
مرطابیں۔ ابتدی طبقے سیشن پر علمائے گرام کے استقبال کی خاطر
ہزاروں کی تعداد میں سماں بروقتہ علمائے گرام کے اسیشن پر
تشریف لے آئے کے بعد بہت لمبا جلوس مرتب ہوا جس کے
آگے اس کے چند اسلامی شان کی یاد تازہ کرنا ہے۔ مسلمان گھوڑوں
پر سوار درجبوس کی رونقیں اضافہ کرنے کا باعث ہے۔ لگنکہ بازوں پر خوش
نگہانی گرتیں۔ سہ اوپر خداوند نے ثبت و سلام کے تھوڑے نیچے
سے دلوں کو گرا دیا۔ مسلمانانِ شہر بھیرہ شکرانہ اللہ یعنی نبی اور
ملت کے استقبال کیلئے جا بجا بازاروں میں خوشما دوازے بنکر ہٹکر
جلوس کی رونق دو بالا کی

سب اعلان موڑھ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶ ماچ کو جامع مسجد بھیرہ
میں حزب الاصار کی گیارہویں سالانہ کانفرنس نیابت ترک
واحتشام سے منعقد ہوئی۔ پہلے کی طرح اس سال بھی شیخ محمدی
علیہ السلام کے جان شاپرداں نے تمام پنجاب کے
اطراف والکاف سے کثیر تعداد میں مجمع ہو کر اپنے عشق و محبت
ذہبی کا ثبوت دیتے ہوئے اس غظیم ایت ان نمائندہ اجتماع کو
کامیاب بنانے میں کوئی کسر باقی نہیں چھوڑی (جزء ایم اللہ عبادین)

اس دور الحاد و بیدینی میں جیکہ ہر طرف دیبا، اشیان
کجروی اور صلاحیت کا گھٹا ٹوب انہیں اچھیا رکھا ہے۔ کسی گوشت
سے صندلے تو حسید کا بلند ہوجانا اور سادہ لوح مسلمانوں کو صحیح
راستہ دکھلانے کیلئے انوارِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شمع تابان
کی ایک جھلک کا نور دار ہوجانا ازیں فہیمت ہے۔

ہر قوم، ہر ملک، ہر ملت کے نزدیک نہ کی کے بعض ایم کو ایک
نایاب خصوصیت حاصل ہوئی ہے جس کی یاد کو دل سے تجویجنا
ہیں کی حقیقی موت کے برابر سمجھا جاتا ہے۔ ہمارے ہاں بھی چند
دن تھے۔ گواہ ہم اُن کی یاد مٹا لئے کے قابل نہیں ہیں اور
ہمیں اُن ایام کا نام لیتے ہوئے بھی شرمِ حسوس ہوئی ہے میکن
کفر و ظلمت کی تائیکیوں ہیں خدا آشنا دلوں لیلے۔ اُن ایام کی یاد
مانہ کرنا بھبھ وہ اذارِ الہی کا ہمیط تھے اور انہی دلوں میں خدا نے
قدوس اور اُسکے پیارے محبوب رکار دینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

بیہرہ۔ صاحبزادہ عبدالغفور صاحب بجاہ مہشیں نو رضاخانہ والہ۔ حاجی بدردار شاہ صاحب۔ میاں تاج محمد صاحب ویسیں اٹکم میڈ۔ مولانا عبدالحی صاحب دیکھوئی مطلع کیمیں پور، مولوی علاء الدین ممتاز دیکھلہ، فہریہ کما نظریں میں حسیب ذیل قرار دلوی باتفاق صاحبین منظور ہوتی۔

قراردادیں

(آ) مجلس مرکزی یونیورسٹی لائنسارکی سالانہ کافریں کی یونیورسٹیشن اجتماعی علم اکادمی ایسی اور حکومت بجا ب کو حسیل ہنگامی مطالبات کی طرف پر زور و قوه دلاتے ہوئے متدھی ہے کہ جلدیہ مجلس اسلام مطالبات کو پورا کرنے کے لئے اقام عمل میں لایا جائے۔ نیز حکومت بجا ب کے ذمہ اور ان کو مستحبہ کرتا ہے کہ ان سلطنتیہ کو منظور کر کے صلح انویں بڑھتے ہوئے ہیجان و نذراً کا برابر کرو د کرنے کی کوشش کریں۔ درہ اُسے غالیگر اسلامی ایجیٹیشن کا سامنا کرنا پڑے گا۔

(الف) مسلمانوں کے سکھاں، املاقوں، وراشت، مطلع، و دیگر اشیاں

کے لئے اسلامی اپنیں لاء کے تحت فیصلہ کرنے کے لئے ہر مطلع میں قاضی یعنی شلم بھجوں کا تقرر حیلہ از جملہ منظور کیا جائے۔ حکمران قضاکی اہمیت خلیع الکیث کے تعاذ کے بعد بہت زیادہ واضح ہوئی ہے، اور غیر مسلم جوں کے فیصلے ان مطالبات میں صریحاً مخالفت فی العین ثابت ہو رہے ہیں۔

اور وسیطہ شریعت اسلامیہ غیر مسلم جو کا فیصلہ ناذنہیں ہوتا۔ لہذا

مسلم بھجوں کے تقرر کے بغیر مسلمانوں کی نہ ہمیز زندگی سخت خطرہ میں ہے۔ دبی، قرآن مجید کی طباعت، اشاعت و فروخت بحق مسلمانوں

محظوظ کردی جائے۔ اور حکومت مرسود کے پاس کردہ قوامیں کے سطابق غیر مسلموں کو اس امر سے قاونوار و ک دیا جائے۔

(ج) سرکاری مدارس میں جہاں چاپس فیصلوی سے زائد مسلم

طلبہ ہوں۔ وہاں مسلم طلبہ کی نہ ہمیز تعلیم کا انتظام سرکاری خرچ پر کیا جائے۔

(د) حجہ کا دن تمام سرکاری دفاتر، حکوموں و مدارس کے لئے

یوم تعطیل قرار دیا جائے۔ تاکہ مسلم طلازیں آزادی کے ساتھ جنم کا

دن اپنے نہ ہمیز احکام کے سطابق کردار سکیں۔

(ش) فوج محمدی ہمیزی خالص نہ ہمیز جماعت کو اُن پابندیوں سے

ڈوسرے دن مولانا عبدالعزیز صاحب، مولانا دارودیش محمد صاحب و بطل حریت مولانا قاضی احسان احمد صنایع آبادی تشریف لائے۔

انجھ کے بعد مجلس شروع ہذا اور مولوی لال حسین صاحب اگرتنے "حیات سیعی" پر مطبوع اور قاضلہ تقریب فرمائی۔ پھر کے بعد مولوی عبدالعزیز صاحب نے اپنے خاص طرز بیان کے ساتھ دیہا توں کو موجودہ وورالحاد میں ساتھ

محبوں کے شرستے بچنے کی پر زور ہا یت کی تین بچے سے لیکرہ بچے تک

قاضی احسان احمد صاحب نے اپنے سارے افراد طرزِ حکم سے حضرت میں کوہنہتے

حضرت فرمایا۔ رات کے اجلس میں مولوی درود ویش محمد صاحب نے وضیع شن

تقریب سے سائیں گے دل پر اکی خاص ارجمندی تبریزے دن باقی عملائے

کرام نے اپنے اوقات میں اعلیٰ نہ ہمیز خیالات حاضر میں کے قلوب کے

گرامیا اور پھر کے بعد بخوبی قاضی صاحب کی تقریب ہوئی اور آخر حصہ تحریر و فوتو

د عائی خر کے ساتھ ختم ہوا حضرت ایم جی یونیورسٹی لائسنسارکی مولانا طہب اور حمد صاحب

نگوئی کی افتتاحی دعمنی تقریب میں شریعت فرمایہ کا قابل قدر اور بیعت و فروضی۔

وسیع ہبھی ہر سر روز جلد مہانوں کے تزویر و نوش کا انتہام بلا مناہ

مجلس مرکزی کی طرف سے نہایت اعلیٰ بسیار پرقائم رہ۔ بھانوں کی تعداد

ہزاروں تک ہے پی ہوئی تھی۔ علاوہ اذیں مندرجہ ذیل باشر عملائے کرام اور پھر

علامہ و سربرا آورده حضرات نے مجلس میں شوریت فرمائی کارکرداں مجلس کی

حوالہ افرادی فرمائی۔

مولانا محمدیہ رامقی صاحب قاسمی بولانا الال حسین صاحب افتخار

مولانا قاضی احسان احمد صنایع مولانا دارودیش محمد صنایع پر فیصلہ حکم تاج الدین

صاحب تاج۔ مولانا عبدالعزیز صنایع۔ مولانا محمد اشرف صنایع ہزاروی۔ مولانا

عبد الرحمن صاحب بیانی نوی مولانا میرزا ہشتنگھٹن شفیق شاہی۔ مولوی نذریار حضرات

حکیم عافظ چن پر احمد صاحب خیشاب۔ مولوی عبدی محیی صاحب۔ مولانا مشتاق

احماد صاحب بد قاضی محمد عارف صنایع۔ حضرت مولانا محمد حنفیت صنایع جادہ شین

کوٹ ہوئن حضرت مولانا متفقی عطا محمد صاحب رتوی۔ حضرت صاحبزادہ محمد

محبوب المرسل صاحب صاحبزادہ شین لکھنوری حضرت صاحبزادہ محمد

فخر زمان شاہ صاحب صاحبزادہ شین کوٹ چاندندی حضرت مولانا محمد زین الدین

صاحب صاحبزادہ شین ترک ضلع بیانی نوی میں حضرت پیر محمد شاہ صنایع صاحبزادہ شین

کے مظاہم سے جلد ارجمند بخات دلاتے۔ نیز ۹۵ فی صدی مسلم آبادی میں تمام غیر مسلم حکام کا وجود بھی وال کے مسلمانوں کے ساتھ صریح نافد صافی پر ہوتی ہے۔ حکومت کو چاہئے کہ صنیع مذکور میں مسلم حکام کا تقرر کرے۔ غیر اہم ارچ کے اندر تقاضی کی قسط وصول کرنا نادر اور عقلس زینداروں پر ناقابل پرداشت نہ چکر ہے۔ لہذا اس تقاضی کی قسط کو ملتوی کیا جاتے۔ نیزہ سرکٹ جبل میا نوالی سے مفرد روں کے فرار ہونے کے واقعہ کی آزادانہ تحقیقات کی جاتے۔ اور ان مفرد روں میں وجہ سے جس تدریجی خدا مور و ستم والم ہے۔ اس کی ذمہ داری ان افسران جبل پر عائد ہوتی ہے جن کی سازش یا تسابیل یا تناول سے ایسے خطرناک مجرم فرار ہو کر اب پولیس کی اعانت کرتے والے امن پسندالانوں کے جان و مال کے لئے مستقبل خطرہ کا باعث بن چکے ہیں ॥

سرخ پل کاشان

یہاں ان حدودات کے پڑھ پر سرخ پل کا نشان لگایا گیا ہے جبکی میعاد ماہ ماتھ دارپل کاشان تک ختم ہو چکی ہے۔ ان حضرات کی خدمت میں درخواست ہے کہ آئینہ دہ سال کا چندہ بذریعہ منی آڑو جلد روانہ فرمائیں۔ لاغرداخواست کی وجہ سے آئینہ دہ خریداری کا رادہ نہ ہو۔ تو نیزہ پوٹ کاڑو پہیں پہیں ذقت میں مطلع کریں۔ خاکوش سر شمس اللہ

کو نقصان پہنچتا ہے۔

علام حسن بن خیر الاسلام

جنیم فوجی جماعتوں پر حکومت کی طرف سے عائدگی بھی ہیں متنہشی قرار دیا جاتے۔ نیزہ حزب الانصار کا عظیم اشان اجتماع حکومت پنجاب کے ذمہ دار ارکان سے مطالبہ کرتا ہے کہ خاکساروں کے موجودہ روپیہ کے پیش نظر دردی، پریڈ، اور سمجھی پہ کے متعلق واضح اعلان میں اپنی پالیسی کا اعلان کرے۔ تاکہ حکومت کے واضح اعلان کی روشنی میں فوج محمدی کے رضاکار اپنے لئے لائجھ عمل تجویز کر سکیں۔ یہ اجلس حکومت پر واضح کردیا چاہتا ہے کہ اکثر مقامات پر ناکام اور دیجھے سے مستحکم کر فوجی منظاہرہ کرتے رہتے ہیں تاکہ حکومت نے آجٹک ان سے باز پیروں نہیں کی۔ پھر اگر دوسری جماعتوں نے بھی اپنی فوجی نظم کا مظاہرہ شروع کر دیا۔ تو حکومت کو ان سے موافقہ کرنے کا حق حاصل نہ ہوگا ॥

(۱) چونکہ اس وقت صوبہ پنجاب نہ ہوا اور عنیع شاہپور خصوصاً نہ بھی جنگلوں و فرقہ دارانہ مسافرت سے کسی حد تک محظوظ ہے اس لئے یہ اجلس حکومت پنجاب سے مطالبہ کرتا ہے کہ اس امن کی حالت کو برقرار رکھنے کے لئے ماسٹر تاراسنگھ کی اسی حجۃ بندی کو جو وہ سرگودہ کے معاملہ کے متعلق کر رہے ہیں، اروکنے کے لئے فوراً کار رائی کرے۔ ورنہ ماسٹر تاراسنگھ اور اس کی پارٹی کی لکھائی ہوئی آگ صوبہ کے امن و امان کو برپا کر دے گی۔ نیزہ اجلس سرگودہ کے معاملہ میں سکھوں کے مطالبہ کو ماسٹر جائز قرار دیتا ہے۔ اور سکھ لیدروں سے استدعا کرتا ہے کہ مسلمانوں اور سکھوں کے درمیان مسافرت کی خلیج پیدا نہ کریں ॥

(۲) مجلس حزب الانصار بھیرہ کی سالانہ کا نفرش کا یہ اجتماع عظیم جس میں شمال پنجاب کے اصلاح کے ہر حصہ کے نائندہ مسلمان موجود ہیں۔ حکومت پنجاب سے مطالبہ کرتا ہے کہ صنیع میا نوالی کے مسلمانوں کو جنم ستم

کتاب بہترین فتنے ہے

خاکساری فتنہ | خاکساری الحنت کے خلاف یہ بھی کتاب ہے جس نے ہندوستان کے ملاد کرام

کو بیدار کیا جس کو پڑھ کر نہ اراد مسلمانوں کا ایمان مشرقی محدثی دستور دے محفوظ نہ کیا اور جس کو پڑھ کر خاکساروں کی تعداد کثیر نے خاکساریت سے توبہ کی۔ اس کتاب کی مقبولیت طاہر کا اندازہ اس واقعہ سے ہو سکتا ہے کہ ساز سے تین سال کے عرصہ میں چار و قصہ نہ ارادوں کی تعداد میں طبع ہو کر ہاتھوں ہاتھ نکل گئی اب پاچویں دفعہ پھر طبع ہوئی صفحات ۹۰ قیمت فی نسخہ تین آنے محسوس لڑاک ایک آنے

رسالہ مجید و محب | یعنی حضرت سیدنا مجدد الف ثانی مسیہدی قدس سرہ کے ان مصنایں کا اور دو ترمذی بوج

حضرت نے روا فیض ایران کے اعتراضات کے جواب میں تحریر فرمائے تھے اور جس کو پڑھ کر بہت سے ایرانی شیعہ تائب ہو گئے تھے قیمت علاوہ محسوس لڑاک آٹھ آنے۔

مذکور و مشارح نقض بنده | ۵۲۵ صفحات کی ضخیم تباہ مولانا ذریں صاحب ایام،

توکلی کی تصنیف ہے جس میں حضرات شايخ نقض بنده کے کیف اور حالات و مفروظات درج ہیں قیمت علاوہ محسوس لڑاک دو روپے (لکھ)

التصویر بر الاحکام التصور | تصویر کا شرعی حکم ملک سراجیں جیان کیا گیا ہے عقلی اور قلی

دو ذریقہ کے دلائل کا دچھپ بجود ہے اور نہ مولانا محمد شیخ صاحب مفتی دارالعلوم دیوبند قیمت علاوہ محسوس بارہ آنے (۱۲)

پنڈہ: سپریزادہ ابوالضیاء محمد بہادر الحنفی قاسمی

گلوائی دروازہ۔ امرتسر

اپنے طبلی تبلیغی دورہ سے ۲۰ مارچ کو واپس بھیڑے چکے جس نے امنیت، انبالہ، وصلی، کامپور بکلت، ڈھالک، کوششناگر آگرہ میں شاذ اسلامی خلیط انجام دیں۔ سالانہ کافرین سے فراہم کے بعد آپ نے مدد راجہ بہادر کے سالانہ جلسہ میں سشورتیت اختیار فرمائی۔ بعد ازاں ۲۹ مارچ کو بھروسہ کی اجنبی کے سالانہ جلسہ میں شرکت کے ارادہ سے تشریف لے گئے ہیں جس کے مددوں میں اپریل میں بھیڑے ملک کہا رہا۔ ذریں سیاستی خواشاب ڈبیہ و سعیل خان، دہورا رضیخان دیرہ غازیجان، نبوی تملک، لاہور، لالپور، محبرات جہلم، ملک گنگ و عینہ کا وورہ فرمائیں گے۔

مولوی میر شاہ صاحب علامہ بارکا دورہ فرمادی ہے ہیں۔ مولوی جیب الدین صاحب اپنی بعض ذاتی مصروفیات کی بنا پر حزب الالفدار سے مستعفی ہو چکے ہیں۔ اور آجکل امنیت پیش تقلیل طور پر اقامت گزیں ہیں۔

"شمس الاسلام" کی اشاعت کرنا ہر وہیار مسلمان کافر اولین ہے

"بہترین رمضانیں کیلئے" جو ہندوستان کے شہروں میں عالم اور اپنے دوسرے امام حضرت مولانا محمد اوز شاہ

الکشمیری کی زندہ جاویدیا دکھار اور حضرت مرحوم کے فرزند اکبر سید محمد ازہر شاہ قیصر کی علمی قابلیتوں کا آئینہ دار ہے۔ ایک عرصہ سے ہمیشہ میں دو دفعہ پہنچی وقت کیسا تھی تکمبات و طباعت کے محاسن اور بلند پایہ نہیں مصنایں کی پیشہ خوبیں کے ساتھ شائع ہونے سے۔ سالانہ چند دو روپے آجھے پتھر: مہتمم صدیدہ "النوسر" شاہ نظری دیوبند

جرویدہ "شمیر الاسلام" کا شیعہ نیبار
المعروف ہے ۲۷ اگست ۱۹۸۷ء میں شاہزاد ہو کر خراج
تھیں حاصل کر چکا ہے۔ اس میں
بڑی خوبی یہ ہے کہ شیعہ مسلمان کے
حضور اسرافیل

تین میں کاکی تو کجا کہیں سخت الفاظ بھی استعمال نہیں کئے گئے جن مختلف
درائع، گناہوں حوالوں اور آنکی متنبند کتابوں اور غیر مسلم
صنعتیں کی تحریر درس سے ناقابل تردد و مختصر اور جامن الفاظ
قصت کھیچا گیا ہے اور ان میں سند مردح صحابہ و تبریز پر قران مجید
حدیث بنی کریم، احوال ائمہ سادات، محدثین میں کرام کے ارشادات
کے عقلی و فقیلی براہمن سے مکمل روشنی دالی گئی ہے اور اسلامی
جزائما و راکا بر ملک کے انکار و ادا کے انتباہات کے علاوہ
سینزدہ صمد سالہ اسلام تاریخ میں سے تبریزی کے ہوناں تباہ
بیان کئے گئے ہیں جیم ۱۸۲۴ صفحے ثبوت ہم محصول داک اس
لائائے تصنیفہ بسطفہ مولانا حبیب اللہ

بِشَارَتِ أَمْرَةِ أَحْمَدٍ
أَنْصَافِيْنِ طَيِّفِ مُولَانَا جَيِّدِ اللَّهِ
صَاحِبِ الْمُتَسْرِيِّ مُسْلِمِ حَزَبِ الْأَنْصَافِ
بِعِيرِهِ مَا سَكَنَ يَابِسَ قَوْيِ دَلِيلِهِ مَسْتَأْشِتَ كَيْا كَيْا يَابِسَ كَهْفِ
عَيْنِ إِبْرَاهِيمِ كَيْ بِشَارَتِ دَهْدِيشْتِرِ بَرْسُولِ يَا قَهْنَ بَعْدِي
أَسْمَهُ أَحْمَدٌ كَهْلِي أَدْعَقِيقِيْنِ صَدَّاقِ حَضْرَتِ أَحْمَدْ جَيِّدِي رَحْمَةِ الْمُلْكَاتِ
وَخَاتَمِ الْأَنْبِيَاءِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هِيَ هِيَ بَرْزَاقِلَامِ أَحْمَدْ قَادِيَانِيِّي اسْكَانِ
صَدَّاقِ حَرْزَانِيِّيِّيْنِ بَهْجِمِ دَصْغَنِ سَائِنِتِ بَهْرَهُرِ تَقْمِيتِ چَارَانِتِ
مَحْصُولِهِ آكِ اِيكِ آنَدِ -

مذکور ہے کہ مولانا حکیم حافظ عبدالرسول مازیا نے فصیحت دہ مصحح بھروسی باب کتاب میں مزدوجاً مذکور ہے کہ ان اعترافات کا تسلی جواب دیا گیا ہے جو اس نے صوفیانے کرام پر کشئے تھے۔ قیمت صرف چار آنے دیں، حالانکہ مخصوصاً ذاک -

تبلیغی کتابیں

مصنفو مولانا سید ولادت حسین شاہ بخت
دیوری یہ کتاب شیعوں کے مشہور رسالہ
کشف تبلیغیں

المشرقی علی المشرقی طبع اول۔ تعداد صفحات ۹۲، یعنی
مشرقی کے عقائد اور اسکی تحریک

کے خلاف افغانستان، ہر حد آنداز اور ہندوستان کے تقسیماً اور
جنگیں کے اکابر علاوہ مشائخ اور ابی قلم حضرات کے بیانات اور
فتاویٰ۔ مقدار جگالس کے فیصلوں اور مشرقی کے متعلق مصروفی
و تحریکی اجارات کی طبقے کا قابل قدر بھومنیت سارِ حصولہ اک ار
قیمت فی سینکڑا پندرہ روپے سچاپس کتابلوں کی قیمت آٹھ روپے۔
علاوہ حصولہ ڈاک۔

بِرْقَةُ اسْمَانِي

برق آسمانی جس میں مرزا نے قادریانی کے اپنے قلم سے اس کے سوانح و عقائد، عادات و معاشرہ و کا زندگی تفصیل کے ساتھ درج کئے گئے ہیں۔ علاوہ انہیں خلیف نور الدین اور مرزا محمد کے سوانح حیات اور ان کے عقائد و غیرہ بیان کرنے کے بعد سپرد ہیات مسیح علیہ السلام پر تقلیلی اور اعلیٰ دلائل صحیح کئے گئے ہیں۔ اس کتاب نے مرزا بیوں کا ناطقہ بنڈکروایا ہے۔ رعایتی قیمت ۱/-

ملحق جریدہ "شمس الاسلام" بھیڑہ (پنجاب)